ماہنامہ الفرقان ربوہ

تبوک 1347 ھش

ستمبر 1968

آزاد ماریشس کے وزیراعظم کو محترم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لنڈن قرآن مجید کا تحفہ پیش کررہے ہیں۔

مدیر مسئول
ابوالعطاء جالندھری

تردید عیسائیت

کے سلسلہ میں ان کتب کا مطالعہ آپ کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا۔

● **مباحثۂ مصر** قیمت ۰۶۲

(عیسائیت کے بنیادی عقائد پر جناب مولانا ابوالعطاء صاحب مبشر اسلامی اور مشہور عیسائی پادری ڈاکٹر فلپس کے مابین فیصلہ کن مباحثہ)

● **تحریری مناظرہ** قیمت ۱۰۵۰

(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور مشہور عیسائی پادری عبدالحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ۔ جس میں دو دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید کچھ لکھنے سے انکار کر دیا)

● **مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ** قیمت ۱۰۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۸
شمارہ ۹

ماہنامہ الفرقان ربوہ

ستمبر ۱۹۶۸ء

جمادی الثانیہ ۱۳۸۸ ہجری قمری
تبوک ۱۳۴۷ ہجری شمسی

الفہرست

مضمون	مصنف	صفحہ
عیسائیت اور اسلام میں فیصلہ کی دو راہیں	ایڈیٹر	ص۲
روحانیت کا چاند	جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ لاہور	ص۴
البیان (سورۃ نساء کا سلیس ترجمہ و تفسیر)	ابو العطاء	ص۵
عربی زبان ام الالسنہ ہے۔	جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ	ص۹
واقفین زندگی (نظم)	مکرم عبد السلام صاحب اسلام	ص۱۴
جنوں وغیرہ کے متعلق استفسارات کے جوابات ۔	ابو العطاء	ص۱۵
القصیدۃ المحمدیۃ (عربی نظم)	جناب الحاج مولوی عزیز الرحمٰن صاحب	ص۱۹
نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	جناب ڈاکٹر راجہ نذیر احمد صاحب ظفر	ص۲۳
کوئٹہ و قلات ڈویژن کے انصار اللہ کا اجتماع	ابو العطاء	ص۲۴
شعورِ راہ (نظم)	محترم جناب نسیم سیفی صاحب	ص۲۵
ماریشس میں جشن آزادی اور جماعت احمدیہ ۔	جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر	ص۲۶
ایک خواہش (نظم)	مکرم خواجہ عبد المومن صاحب مومن	ص۳۲
محترم بہاشہ محمد عمر صاحب کا افسوسناک انتقال	ابو العطاء	ص۳۲
اسلام اور عیسائیت میں پانچ فرق	جناب مولانا غلام احمد صاحب بدوملہوی	ص۳۳
کیا موجودہ بائیبل الہامی ہے؟	جناب مولوی سید احمد علی صاحب سیالکوٹی	ص۳۵
تردید الوہیت مسیح پر ایک دلیل	مکرم مولوی گل محمد صاحب معلم وقف جدید	ص۳۹
شذرات	ایڈیٹر	ص۴۴
متفرقات		ص۴۶

تبلیغی اور تعلیمی مجلّہ

ماہنامہ

الفرقان

ایڈیٹر

ابو العطاء جالندھری

نائب ایڈیٹر

دوست محمد شاہد مولوی فاضل

عطاء المجیب راشد ایم۔ اے

قواعد و ضوابط

۱۔ رسالہ ہجری شمسی مہینہ کی دس تاریخ کو شائع ہوتا ہے
۲۔ سالانہ چندہ پاکستان کے لئے چھ روپے ہے۔
۳۔ " " بھارت کے لئے آٹھ روپے ہے جو محترم الحاج قریشی عطاء الرحمٰن صاحب قادیان کے نام بھجوایا جائے۔
۴۔ غیر ممالک کے لئے تیرہ شلنگ ہے۔

(مینجر الفرقان ربوہ)

(طابع و ناشر: ابو العطاء جالندھری ۔ مطبع: ضیاء الاسلام

عیسائیت اور اسلام میں فیصلہ کی ڈو راہیں

نمائندہ پادری صاحبان کے لئے کھلی دعوت

اسلام کے علاوہ دنیا میں عیسائیت، یہودیت، بدھ ازم، ہندو دھرم اور دیگر بہت سے مذاہب پائے جاتے ہیں۔ بعض مذاہب کے پیرو دوسروں کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دیتے ہیں، ان میں تبلیغ کرتے ہیں اور بعض مذاہب غیر تبلیغی ہیں وہ قومی اور ملکی مذہب کی حیثیت میں موجود ہیں۔

عملی میدان میں زیادہ مقابلہ اسلام اور مسیحیت میں ہے۔ صدیوں سے عیسائیوں کی کوششیں جاری ہیں کہ مسلمانوں کو خاص طور پر عیسائیت کی آغوش میں لے لیا جائے۔ قریبی زمانوں میں تو ان کے پادری اس یقین کا برملا اظہار کرنے لگ گئے تھے کہ ہم بہت جلد مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دیں گے اور ہر جگہ عیسائیت کا پرچم لہرائے گا۔ یورپین مسیحی حکومتوں کی وجہ سے بھی ان خیالات کو بہت تقویت پہنچتی رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے اب اس آخری صدی میں پانسہ پلٹ گیا ہے۔ مسیحی سلطنتوں پر زوال کی حالت ہے اور تبلیغ اسلام کی اس شاندار مہم کے باعث جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ مشرق و مغرب میں پورے زور سے جاری ہو چکی ہے پادری صاحبان کو بھی اعتراف کرنا پڑا ہے کہ حالات بالکل بدل گئے ہیں۔ اب ہر دن عیسائیت کے زوال اور اسلام کے اقبال کا پیغام لاتا ہے اور ہر رات اسلام کے تبلیغی کارواں کے لئے ترقی کی بشارت دیتی ہے۔ ایشیا کے حالات بھی بدل گئے ہیں، افریقہ میں بھی اسلام کی یلغار بڑھ رہی ہے اور یورپ میں بھی سچے خدا کی منادی زوروں پر ہے۔ اب مذہب کے معاملہ میں پادریوں کیلئے لمحۂ فکریہ پیدا ہو چکا ہے۔

مختلف مذاہب میں فیصلہ کی راہ کیا ہے؟

قرآن مجید کے رو سے ایک آخری اور ناطق فیصلہ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیگا۔ دنیا دار الحجاب ہے اسلئے اس جگہ وہ کیفیت تو پیدا نہیں ہوتی لیکن اہل فہم کے لئے سچے اور غلط مذاہب میں فیصلہ کرنے کے لئے اس دنیا میں بھی راہ متعین ہے۔ سچے مذہب کے لئے ضروری ہے کہ وہ مذہب کی اصل غرض و غایت کو پورا کرے، اپنے پیرووں کو خدا تک پہنچائے اور خدا تک پہنچنے کی جو علامات مقرر ہیں وہ ان پیرووں میں پائی جائیں۔ ان کی زندگی میں روحانی انقلاب نمایاں ہو، ان کی دعائیں بکثرت قبول کی جائیں، انہیں سچی خوابیں آتی ہوں۔ ان کو رؤیا، کشوف اور الہام سے مشرف کیا جاتا ہو، قبولیت دعا کے مقابل میں وہ دوسروں پر غالب ہوں۔ انہیں آسمانی حقائق و معارف

سے بہرہ ور کیا جاتا ہو۔ وہ غیب کی خبریں پاتے ہوں۔ سچے مذہب کی یہ علامات تمام الہامی کتابوں میں مندرج ہیں۔ معقول دلائل کے علاوہ ان روحانی علامات کے رُو سے حق و باطل میں فیصلہ ہو سکتا ہے۔

موجودہ عیسائیت اسلام کے تمام حقائق کی مخالف ہے۔ عیسائی لوگ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول نہیں مانتے۔ قرآن مجید کو منجانب اللہ نہیں سمجھتے۔ ان کے پادری مقدور بھر تکذیب کے درپے ہیں مگر اسلام بنیادی طور پر عیسائیت کو سچا سمجھتا ہے۔ مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا برگزیدہ اور برحق رسول مانتے ہیں۔ انجیل کو بنیادی طور پر خدا کی طرف سے سمجھتے ہیں۔ پس اسلامی نقطۂ نگاہ مصالحت اور حقانیت کا مبنی ہے۔ البتہ اسلام اس بات کا مخالف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے کسی آدمزاد کو اس کا سچ مچ بیٹا قرار دیا جائے۔ قرآن مجید کے مطابق حضرت مسیح کی صلیبی موت ہرگز ثابت نہیں ہے پس مسیح کو مصلوب گردان کر مسیحی کفارہ کا غیر طبعی عقیدہ ایجاد کرنا قطعاً درست نہیں۔ ہمارے نزدیک تورات و انجیل میں سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں آج بھی بہت سی واضح پیشگوئیاں موجود ہیں۔ جو یہود و نصاریٰ پر حجت قاطعہ ہیں۔

اسلام اور موجودہ عیسائیت کے اس تقابلی موازنہ سے عیاں ہے کہ عیسائی صاحبان کے لئے اسلام کی حقانیت تک پہنچنا کوئی مشکل بات نہیں۔ وہ بڑی آسانی سے کتاب مقدس کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کی حقانیت معلوم کر سکتے ہیں۔ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کو پہچان سکتے ہیں۔ یہ **روحانی دلائل** کا وہ طریق ہے جس میں کسی کی دلآزاری نہیں ہے۔ ہم اس سلسلہ میں ہر عیسائی بھائی کی امداد کے لئے تیار ہیں۔ — افہام و تفہیم کی یہ راہ ہر وقت کھلی ہے۔ کیا کوئی پادری اس طور سے راہِ حق کو پانے کے لئے تیار ہے ؟

دوسرا فیصلہ کن طریق **روحانی مقابلہ** کا طریق ہے جس میں دونوں مذہبوں کے نمائندے اپنے اپنے مذہب کی روحانی زندگی کا ثبوت مقابلۃً **قبولیتِ دعا** سے دیں گے۔ ظاہر ہے کہ جس مذہب کے نمائندوں کی دعا مقابلہ کے وقت بارگاہِ ربّ العزّت میں سُنی جائے گی وہی مذہب ایک زندہ اور کامل دین ثابت ہوگا۔ اسلام کی طرف سے جماعت احمدیہ کے امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہ نے عیسائیت کے نمائندوں کو یہاں بھی اور یورپ و امریکہ میں بھی یہ دعوت دے رکھی ہے مگر ابھی تک ان کی طرف سے آمادگی ظاہر نہیں ہوئی۔

گویا جماعت احمدیہ **ہر دو معقول ترین طریقوں سے اسلام کی سچائی اور برتری کو ثابت کر رہی ہے**۔ اسے کاش کہ پادری صاحبان اس **منصفانہ دعوت** کو قبول کر سکیں ✦

"رُوحانیّت کا چاند"

ماہ جون ۱۹۶۶ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ بنگلہ بورن قرب مری میں قیام فرما تھے تو غیر مبائعین کے ہفت روزہ انگریزی اخبار (لائٹ) کے ایڈیٹر محترم مولانا محمد یعقوب خان صاحب نے ۲۲ احسان (جون ۱۹۶۶ء) کو ایبٹ آباد سے بذریعہ موٹر کار مری پہنچکر حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کا خصوصی شرف حاصل کیا۔ اس ملاقات کے قلبی تاثرات آپ نے "بورن میں ایک رُوح پرور نظارہ" کے عنوان سے بایں الفاظ رقم فرمائے:۔

"ایک عزیز کی تحریک پر جو جماعت احمدیہ ربوہ سے تعلق رکھتے ہیں میں نے جماعت احمدیہ ربوہ کے امام سے مستفید ہونے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ ایک دن چل پڑا۔ بورن مری کے مضافات میں ایک جگہ ہے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب وہاں کے ریسٹ ہاؤس میں مقیم ہیں۔ چنانچہ ہم راستہ دریافت کرتے کرتے سیدھے وہاں پہنچے۔ جب حضرت صاحب کو علم ہوا تو وہ اپنے قیام گاہ سے نکل آئے میں نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو میرا احساس یہ ہوا انکے نورانی چہرے کو دیکھ کر کہ گویا افق سے روحانیت کا چاند طلوع ہوا ہے۔ اور اسی وقت مجھے یہ بھی خیال آیا کہ میں جماعت احمدیہ ربوہ کے دوستوں کو مبارکباد دوں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا بلند پایہ امام دیا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے مجھے اس سے بہتر ذریعہ نہیں نظر آیا کہ الفضل کے کالموں کا رہین منت ہو جاؤں اس لئے یہ چند سطور بغرض اشاعت لکھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ احمدیت کا درخت ابھی پھل دے رہا ہے اور ایسی ہستیاں پیدا کرتا ہے جن کو ایک نظر دیکھ کر ہی انسان کا دل نور ایمان سے پُر ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد سے بہت توقعات وابستہ کی ہیں کہ سلسلہ کے فروغ و ترقی میں انکو بہت دخل ہوگا۔ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب یقیناً ان توقعات کو پورا کرنے والے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے عہدِ خلافت میں احمدیہ تحریک کو بہت عروج حاصل ہوگا۔

موجودہ دَور کے انسان کو ایک زندہ خدا کی تلاش ہے اور حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کے محض چہرے پر ایک نظر ڈالنے سے انسان محسوس کرتا ہے کہ زندہ خدا موجود ہے۔

ان چند سطور کے پیچھے میرا جذبہ یہ ہے کہ میں جماعت احمدیہ کو مبارکباد دوں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے انکو ایسا لیڈر عطا کیا ہے جس کی شخصیت ہر قسم کے تصنع سے بالاتر ہے۔ میں نے بہت سے مذہبی پیشوا دیکھے ہیں جو ہفتے کے سات دنوں میں سے چھ دن اپنے جُبّہ و دستار اور ریش کے میک اپ پر صرف کرتے ہیں یہاں میں نے اسکے اُلٹ سادگی دیکھی جو حقیقی رُوحانیت کی رُوح ہے۔ بناوٹ اور میک اپ کہیں دُور سے بھی انکے نزدیک نہیں گئی اور اسلئے انکو محض دیکھنا ہی انسان کے اندر نور ایمان پیدا کرتا ہے۔ حضرت صاحب نے مجھے بتایا کہ یورپ کے دَورے میں لوگوں نے ان سے کیا کیا سوالات کئے اور انہوں نے کیا کیا جوابات دیئے لیکن میں کہتا ہوں کہ انکے دَورے کی کامیابی کا راز انکی اپنی شخصیت میں تھا۔ یورپ کے لوگ بڑے قیافہ شناس بھی ہیں جس چہرے پر اتنی طمانیت برس رہی ہو اور اس قدر تقدس ہو جو میں نے حضرت صاحب کے چہرے پر دیکھا اس سے زیادہ مؤثر تبلیغ یورپ میں اَور کوئی نہیں ہو سکتی۔" (روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹ وفا ۱۳۴۵ھش مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۶۶ء)

النساء غ

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا

اے ایماندارو! اپنا پورا پورا بچاؤ اختیار کرو پھر تم دشمنوں کے مقابلہ کے لئے نکلو خواہ چھوٹے چھوٹے گروہوں کی

جَمِیْعًا ○ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّیُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ

صورت میں خواہ اکٹھے لشکر کی صورت میں۔ یقیناً بعض تم میں سے ایسے ہیں جو کوتاہی اور تاخیر سے کام لیتے ہیں۔ اگر تم پر کوئی

مُّصِیْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ

مصیبت آجائے تو ان میں سے ہر ایک کہتا ہے کہ اللہ نے مجھ پر یہ انعام کیا ہے میں ان (مجاہد مسلمانوں) کے ساتھ

تفسیر: اس رکوع کی پہلی آیت میں مسلمانوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اپنے دشمن کفار سے ہر وقت چوکس رہیں۔ اپنے بچاؤ کا پورا انتظام کرتے رہیں۔ دوسری جگہ فرمایا وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ کہ تم برسرپیکار دشمنوں کے مقابلہ کے لئے پوری تیاری کرو۔ اسلحہ اور گھوڑوں کو بھی تیار رکھو اور سرحدوں کی نگرانی رکھو۔

اسلام نے جنگ کی ابتداء نہیں کی۔ اسلام صلح و آشتی کا مذہب ہے۔ اس کی دعوت دلیل و برہان پر مبنی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے ہر قربانی دیکر جنگ سے پہلوتہی کی۔ وہ جنگ نہیں چاہتے تھے۔ ان کی امن پسند طبائع کے لئے جنگ ناخوشگوار فرض کی حیثیت رکھتی تھی وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ۔ انہوں نے اسی وجہ سے اپنی جائدادوں اور اپنے وطن تک کو خیرباد کہہ دیا کہ کسی طرح لڑائی کی نوبت نہ آئے مگر جب ظالم دشمن خاص مدینہ پر حملہ آور ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ کہ اب جب ان مظلوم مسلمانوں سے خواہ مخواہ جنگ کی جاتی ہے تو ہم ان کو بھی اجازت دیتے ہیں کہ وہ اپنا دفاع کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نصرت پر قادر ہے۔

جب جنگ کی ابتداء کفار کی طرف سے ہو گئی اور اعلانِ جنگ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فرماتا ہے کہ اب تمہیں

شَهِيدًا ○ وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ كَأَن

حاضر نہ تھا۔ اور اگر تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل و نصرت حاصل ہو تو وہ ایسے انداز میں کہ گویا تمہارے اور

لَّمْ تَكُن بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ يَا لَيْتَنِي كُنتُ مَعَهُمْ

ان کے درمیان کوئی دوستی اور تعلق نہیں ہوتا کہتا ہے کہ کاش! میں بھی ان کے ساتھ ہوتا

فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ○ فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ

تو مجھے بھی بڑی کامیابی حاصل ہوتی۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ان لوگوں کو جنہوں نے اس ورلی زندگی کو آخرت کے

يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۚ وَمَن يُقَاتِلْ فِي

بدلہ میں بیچ دیا ہے راہِ خدا میں جنگ کرنی چاہیئے۔ جو شخص خدا کی راہ میں جنگ

ہر طرح سے چوکس رہنا ہے، اپنا بچاؤ کرنا ہے اور دفاعی قوتوں کو پوری طرح مضبوط بنانا ہے نیز دشمن کے مقابلہ کے لئے میدانِ جنگ میں اولوالعزمی سے اُترنا ہے۔ حالات کے مطابق چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں لڑنا پڑے تو اسی طریق کو اختیار کرو اور اگر پورے لشکر سے مٹھ بھیڑ ہو تو اسی طریق پر جنگ کرو۔ بہرحال اب پوری طرح دشمن کا مقابلہ کرنا تمہارا فرض ہے۔

لفظ ثُبَاتٍ حال واقع ہوا ہے یہ ثُبَةٌ کی جمع ہے جس کے معنے الجماعة اور العصبة من الفرسان کے ہوتے ہیں یعنی ایک گروہ یا سواروں کا دستہ —— دوسری اور تیسری آیت میں ان نام کے مسلمانوں کا کردار بیان فرمایا گیا ہے جو جنگ کے فرض ہو جانے کے بعد اس سے گریز کرتے ہیں فرمایا کہ پہلے تو وہ میدانِ جہاد میں جانے سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں تیاری نہیں کرتے۔ سستی اور تاخیر کے لئے عذر و بہانے تراشتے رہتے ہیں۔ گویا ان کے پاس حقیقی عذر کوئی نہیں ہوتا وہ محض پیچھے رہنے کی راہیں سوچتے رہتے ہیں اور عملاً پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ان لوگوں کے دل کی حالت یوں بیان فرمائی ہے کہ اگر مسلمانوں کو تکلیف پہنچے اور انہیں بطور ابتلا کسی قسم کی زک اٹھانی پڑے تو یہ لوگ خوشی محسوس کرتے ہیں اور اسے انعامِ الٰہی تصور کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ ان کی تکلیف میں شریک نہیں ہوئے۔ اور جب اسلامی لشکر کو فتح و غلبہ حاصل ہوتا ہے تو ان کو قلبی مسرت نہیں ہوتی بلکہ وہ اس حسرت کا شکار ہو جاتے ہیں کہ اگر ہم بھی وہاں ہوتے تو اس کامیابی میں ہمیں بھی حصہ ملتا۔ گویا وہ مومنوں کی کامیابی کو جماعتی کامیابی کا رنگ نہیں دیتے بلکہ انہیں ہمیشہ اپنے نفسوں سے سروکار رہتا ہے اور وہ ذاتی نفع اور ذاتی وجاہت کے طلبگار ہوتے ہیں گویا وہ جماعت کا حصہ نہیں ہیں اور ان کا مسلمانوں سے کوئی دلی رابطہ نہیں ہے۔ وہ نہ ان کے غم کے باعث غمگین ہوتے ہیں اور نہ ان کی خوشی کے باعث خوش ہوتے ہیں۔ جماعتی اور قومی

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

کرے گا پھر خواہ وہ قتل ہو جائے خواہ غالب آ جائے بہرحال ہم اسے عنقریب اجر عظیم دیں گے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ

اے مومنو! تمہارے لئے اب کیا وجہ جواز ہے کہ تم راہ خدا میں جنگ نہ کرو حالانکہ کمزور

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ

مرد، عورتیں اور بچے ہر وقت دعا مانگتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے رب!

اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ

ہم کو اس بستی سے نکال لے جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنی جانب سے

واقعات سے یہ بیگانگت ان لوگوں کے نفاق کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے منافق ہر جماعت میں ہوتے ہیں مسلمانو! تم میں بھی ہیں۔ سچے مسلمانوں کو نہ ان سے متاثر ہونا چاہیئے اور نہ ان کی پرواہ کرنی چاہیئے۔ یہ نکمے لوگ اپنا ہی نقصان کریں گے۔

چوتھی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومنوں کو دفاعی جنگ کی ترغیب دی ہے۔ فرمایا کہ یہ دنیا بہرحال عارضی اور فانی ہے کتنے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اس عارضی دنیا کے بدلہ میں دائمی اور ہمیشہ کی زندگی کا سودا کرتے ہیں۔ یہ اس دنیا اور اُس دنیا میں نفع میں ہیں انہیں خلوص و قربانی کا اجر عظیم بہرحال ملیگا۔ اگر دشمنوں پر غالب آ گئے تو دنیا میں بھی غازی ہوں گے اور اگر جام شہادت نوش کر لیا تو فوراً دائمی زندگی کے وارث بن گئے۔ گویا اس سے بہتر سودا کوئی نہیں۔

پانچویں آیت میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ مکہ میں محصور ضعیف مسلمان مرد، عورتیں اور بچے دشمنوں کے مظالم کا تختۂ مشق بن رہے ہیں۔ ظالموں کا ظلم انتہا کو پہنچ گیا ہے اور مظلوموں کی آہیں بارگاہِ ایزدی تک جا پہنچی ہیں وہ ہر وقت دعا کر رہے ہیں کہ اس بستی کے ظالم لوگوں سے انہیں نجات دی جائے ان کی دستگیری کی جائے۔ وقت آ گیا ہے کہ اب انہیں ان مظالم سے نجات دلائی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! تمہارے یہ کمزور بھائی، کمزور بہنیں اور کمزور بچے مکہ میں مظلوم ہیں ان کی حمایت کرنا اور انہیں ان ظالموں سے رہائی دلانا بھی تمہارے فرائض میں ہے۔ اب جبکہ کفار مکہ نے خود اعلانِ جنگ کر کے اور تم پر حملہ کر کے جنگ کا آغاز کر دیا ہے تو تم جہاں اپنے دفاع کے لئے جنگ کرو گے وہاں ان مظلوم بھائیوں، بہنوں اور بچوں کو بھی یاد رکھنا جو ہر وقت اپنی رہائی کے لئے دست بدعا ہیں۔ گویا اس طرح مسلمانوں کی جنگ سے دوہرے مقاصد حاصل ہو جائیں گے اپنا دفاع بھی ہوگا اور مظلوموں

لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝

دوست بنا اور ہمارے لئے اپنے پاس سے مددگار بھیج۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وہ لوگ جو حقیقی ایمان لا چکے ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ اور جو کافر ہیں

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ

وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں پس اے مسلمانو! تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو۔

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝ ع ۱۰

یقیناً شیطان کی تدبیر کمزور ہوتی ہے۔

کی رہائی بھی ہوگی۔

قوم کے مظلوم طبقہ کی نجات کے لئے جنگ کو تمام متمدن قومیں لابدی قرار دیتی ہیں۔ اسلام نے اسے دوسرے نمبر پر رکھا ہے کیونکہ اسلام امن کے قیام کے لئے قربانی دینے کی تلقین کرتا ہے اور جب تک دشمنوں کی طرف سے عملاً جنگ کا آغاز نہ ہو جائے جنگ کرنے کا حکم نہیں دیتا۔

چھٹی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں کی دفاعی جنگ راہِ خدا میں ہوتی ہے اور کفار کی جارحانہ لڑائی شیطان کی راہ میں ہوتی ہے۔ یعنی کفار کا مقصد جنگ سے ظلم و تعدّی، فسق و فجور، فتنہ و فساد، بداعتقادی اور بداخلاقی کو پھیلانا ہے اور یہ شیطانی مقاصد ہیں۔ پس کفار کی لڑائی شیطان کی راہ میں ہے اس کا آغاز بھی، اس کے ذرائع اور اس کے مقاصد بھی سب شیطانی ہوتے ہیں۔ اس کے مقابل پر مسلمانوں کی جنگ دفاعی ہے اور شر کی قوتوں کے دفعیہ کے لئے ہے وہ امن اور مذہبی آزادی کے قیام کے لئے ہے، وہ اخلاقِ حسنہ کو قائم کرنے کے لئے ہے، عدل و انصاف اس کا مقصد ہے۔ پس مسلمانوں کی جنگ راہِ خدا میں ہے، اس کا مقصد روحانی ہے اسلئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ باطل کی قوتوں سے پوری عزیمت کے ساتھ ٹکر لیں۔ ان کا نصب العین نہایت ارفع ہے۔ وہ یقین رکھیں کہ شیطان کا نصب العین بہرحال نکما اور ردّی ہے اسلئے آخر کار حق کو فتح نصیب ہوگی اور مسلمان اپنے مقاصدِ روحانیہ میں کامیاب ہوں گے اور طاغوتی طاقتیں پسپا ہوں گی۔ +

عربی زبان اُمّ الالسنہ ہے

(محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈوکیٹ۔ لائلپور)

۱۔ فلالوجی یعنی زبانوں کا موازنہ پُرانی سائنس نہیں ہے زیادہ سے زیادہ اس کی عمر ۲۰۰ سال ہے۔ اس عرصہ میں سینکڑوں نظریات اور بحثیں زبان کی ابتداء اور ارتقاء کے متعلق جاری رہی ہیں لیکن اس تمام تحقیق کا نچوڑ ہمارے زمانے میں یہ ہے :-

(الف) یہ نظریہ کہ زبان آوازوں کی نقالی ہے بالکل غلط ہے۔ بلکہ زبان خدا تعالیٰ کا عطیہ ہے اور خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز ہے نہ کہ انسانوں کی ساختہ پرداختہ۔

(ب) عبرانی، ڈچ اور اطالوی زبانوں نے جو اُمّ الالسنہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا یہ بالکل ثابت نہیں ہو سکا۔

(ج) یہ انتہائی غلطی تھی کہ سنسکرت کو اُمّ الالسنہ سمجھا گیا میکس مُلر سنسکرت کا بہت بڑا فاضل اور رگ وید کا مترجم ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کوئی عقلمند آدمی سنسکرت کو زبانوں کا منبع قرار نہیں دے سکتا بلکہ سنسکرت، لاطینی اور یونانی جو آرین زبانوں کی سرتاج ہیں آپس میں ماں جائی سگی بہنیں ہیں۔

(د) ان زبانوں کی ماں کے متعلق خیال کیا گیا ہے کہ شاید وہ کسی زمانہ قبل از تاریخ میں ناپید ہو گئی ہو۔ لیکن چونکہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا اسلئے اکثر علمائے السنہ کا خیال ہے کہ زیادہ تحقیق کرنے سے ممکن ہے کہ وہ گم شدہ زبان دستیاب ہو سکے۔

(ہ) تمام بحث و تمحیص کے بعد نامور علمائے السنہ یہ نقطۂ نظر پیش کرتے ہیں کہ لازمی اور لابدی ہے کہ دنیا کی تمام زبانیں ایک ہی زبان سے نکلی ہوں جیسا کہ باوجود اختلاف کے چرچل اور سٹالین کا ابو الآباء ایک ہی شخص ہونا قرینِ عقل ہے۔ غرضیکہ صبح کا بھولا شام کو گھر میں آ چکا ہے۔ اور یہ نظریہ monogomeses تھیوری کہلاتا ہے۔

(و) میکس مُلر کا یہ قول بڑا پیارا ہے کہ جس طرح اس عالمِ کون و فساد میں انسان ایک ذرّہ کا بھی اضافہ نہیں کر سکتا اسی طرح کوئی آدمی ایک بالکل نیا لفظ بھی نہیں بنا سکتا۔

۲۔ ان نتائج سے ظاہر ہے کہ بالآخر علمائے السنہ اس سرحد پر پہنچ گئے ہیں جو قرآن حکیم کی تعلیم ہے جس کی تفسیر منن الرحمٰن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر بڑی تحدی کے ساتھ ۱۸۹۶ء میں پیش فرمائی۔ بالفاظ ذیل :-

اوّل۔ پھر ایک کامل اور نہایت محیط تحقیقات سے یعنی جبکہ عربی کے فوق العادت کمالات پر اطلاع ہو یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ یہ زبان (عربی) نہ صرف امّ الالسنہ ہے بلکہ الٰہی زبان ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص ارادہ اور الہام سے انسان کو سکھائی گئی اور کسی انسان کی ایجاد نہیں۔

(منن الرحمٰن ص ۲)

دوم۔ ضروری ہے کہ کتاب الٰہی الہامی زبان میں نازل ہو۔ تا اس کو ہر ایک زبان اور اہل زبان سے ایک فطری مناسبت ہو۔

(منن الرحمٰن ص ۲)

سوم۔ تمام عربی خدا کا کلام تھا جو قدیم سے خدا کے ساتھ تھا۔ پھر وہی کلام دنیا میں اُترا اور دنیا نے اس سے اپنی بولیاں بنائیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۹۶)

چہارم۔ دوسری زبانیں بھی انسانوں نے عمداً نہیں بنائیں بلکہ وہ تمام اسی پاک زبان سے بحکم ربِّ قدیر نکل کر بگڑ گئی ہیں اور اسی کی ذرّیات ہیں۔ (منن الرحمٰن ص ۲)

پنجم۔ ضرور ہے کہ اس سچائی کے کھلنے سے ان تمام قوموں میں بہت ہی سیاپا ہو خاص کر آریہ قوم میں۔ (منن الرحمٰن ص ۳)

ششم۔ جس ذاتِ کامل نے انسان اور اسکے خیالات کو پیدا کیا۔ اُسی نے ان خیالات کو ادا کرنے کے لئے قدیم سے وہ مفردات بھی پیدا کر دیئے۔ (منن الرحمٰن ص ۱۲)

ہفتم۔ توحید بجز اس اعتقاد کے پوری نہیں ہوتی۔" (منن الرحمٰن ص ۵۵)

۳۔ دنیا میں اس وقت چار ہزار کے قریب زبانیں اور بولیاں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آیا یہ تمام زبانیں عربی سے نکلی ہیں؟ جواب یہ ہے کہ بلاشک، وشبہ اور یقیناً۔ کیونکہ انسان خود ایک لفظ بھی نہیں بنا سکتا جیسا کہ میکس مولر کا قول ہے اور حضورؑ فرماتے ہیں :-

وَلَیْسَ لَفْظٌ عِنْدَھُمْ اِلَّا مِنْ
ھٰذِہٖ الْلَّھْجَۃِ (منن الرحمٰن ص ۱۱)

یعنی غیر زبانوں کے پاس کوئی بھی غیر عربی لفظ نہیں ہے۔ پس ہر زبان خواہ وہ مُردہ ہو یا زندہ اس کا منبع اور سرچشمہ عربی ہے۔ یہ وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ بعض لوگ عربی کے امّ الالسنہ ہونے کا مفہوم یہ سمجھتے ہیں کہ عربی زبان نے غیر زبانوں پر بہت اثر ڈالا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر زبان عربی کی بگڑی ہوئی شکل ہے اثر ڈالنے کا سوال یہاں پیدا نہیں ہوتا۔

۴۔ پس علمی لحاظ سے تو یہی ماننا پڑتا ہے کہ ہر زبان کا ہر لفظ عربی ہے لیکن بشری کمزوری کے لحاظ سے تحقیق کے دوران دو استثنائیں مدنظر رکھنی

ضروری ہیں۔

(الف) غیر زبانوں کے بعض الفاظ اپنی صوری اور معنوی حیثیت کھو چکے ہیں اور ایسے الفاظ کی درمیانی کڑیاں تناسُخِ ارتقاء میں گم ہو چکی ہیں اور ان پر انقلابِ عظیم وارد ہو چکا ہے۔ پس ایسے الفاظ کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے۔ گو یہ ممکن ہے کہ زید کو اگر ایسے الفاظ کا ماخذ نہیں ملا تو خالد کو معلوم ہو جائے یا پھر ولید اس کا کھوج نکال لے۔

(ب) امام سیوطی کا قول ہے کہ تمام لغتِ عرب ہمارے پاس مدوّن شکل میں نہیں پہنچی بلکہ بہت سے الفاظ ایسے بھی تھے جو اُن کے بولنے والوں کے ساتھ ہی ضائع ہو گئے۔ اس لحاظ سے یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی لفظ فی الواقعہ تو عربی ہو مگر ہمیں وہ معلوم نہ ہو۔

بہرحال یہ دونوں استثنائیں شاذ کے حکم میں ہیں ورنہ ہر زبان کا منبع عربی ثابت ہو سکتا ہے۔ قطع اور یقین کے ساتھ اور علمِ حساب اور ہندسہ کی طرح۔

۵۔ کئی وجوہات سے مغربی محققین نے عربی کے امّ الالسنہ ہونے کے سوال کو نظر انداز کیا۔ اس مختصر مضمون میں ان وجوہات کو بیان کرنا ضروری نہیں لیکن تمام وجوہات سے افضل اور اعلیٰ وجہ یہ ہے کہ یہ ایک الٰہی تقدیر تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ سے ایک نیا علم دنیا پر ظاہر ہونا تھا اور حضورؑ کے ارشادات کی روشنی میں آپؑ کی جماعت ہی اس مہم کو انجام تک پہنچائے گی انشاء اللہ۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"تیرہ سو برس سے آج تک کسی کو اس امر کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔" (مکتوب بنام نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ ۲۸ر اپریل ۱۸۹۵ء)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ
وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب تک اس قرآنی صداقت پر ایمان اور یقین نہ ہو کہ تمام زبانیں عربی کی ذرّیت ہیں اور لَیْسَ لَفْظٌ عِنْدَهُمْ اِلَّا مِنْ هٰذِهِ اللَّهْجَةِ مشعلِ راہ نہ ہو کوئی شخص اس میدان میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ اور یہ اصول کہ لَیْسَ لَفْظٌ عِنْدَهُمْ اِلَّا مِنْ هٰذِهِ اللَّهْجَةِ ایک محقق کے لئے بے انتہاء حوصلے اور تفحّص کا موجب ہے۔

۶۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس زمانے میں اس علمی تحقیق کیلئے نقل و حمل کے ذرائع اور وسائل بھی اللہ تعالےٰ نے خود مہیّا فرما دیئے ہیں خصوصاً عیسائی مشنریوں کی جانفشانی، محنت اور کاوش کی بدولت زبانوں کی کثیر لغات لکھی جا چکی ہیں۔ ہم ان کے ممنون ہیں کیونکہ ان کی محنت ہمارے کام آ رہی ہے۔ جس کا بدلہ دینا ہمارے ذمّہ واجب ہے یعنی

ان کی ہزاروں غلطیاں نکال کر ہم انہیں پیش کریں گے۔ خاکسار کی کتاب English traced to Arulic میں ایک ہزار کے قریب ایسی غلطیاں مغربی محققین کی ثابت کی گئی ہیں جن میں ایسی اغلاط بھی ہیں جنہیں دیکھ کر ان محققین کا سر شرم سے جھک جائے۔

۷۔ اس تحقیق کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اصل اصول بیان فرمایا ہے وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ○ اس آیت سے امورِ ذیل ثابت ہیں:۔

اوّل۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل کے ہم پہلو زبانوں کی وحدت کو رکھا گیا ہے یعنی جس طرح مختلف رنگ ایک رنگ سے نکلے ہیں اسی طرح تمام زبانیں ایک زبان سے نکلی ہیں۔

دوم۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ایک دائمی صداقت ہے اور ہر زمانے پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، ماضی ہو یا حال و مستقبل۔ مُردہ زبانیں مثلاً سنسکرت، پالی، لاطینی وغیرہ پر یہ آیت عائد ہوتی ہے۔ اور باقی ہزاروں زبانوں کے لحاظ سے ہر زمانے میں یہ اپنی صداقت ثابت کرتی رہے گی۔

سوم۔ اس آیت نے ایک لامتناہی تحقیق کا دروازہ ہمارے لئے تا قیامت کھول دیا ہے اور ہر زمانے میں یہ صداقت ثابت ہوتی رہے گی۔

گویا یہ آیت ایک مستقل غیب اور دائمی پیشگوئی ہے۔

چہارم۔ غیر زبانیں عہد بہ عہد بدلتی رہی ہیں اور بدلتی رہیں گی لیکن کوئی زمانہ ایسا نہیں آ سکتا جو اس صداقت کو چھپا دے۔ بلکہ ہر زمانہ میں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ کی صداقت قائم و دائم رہے گی۔ اور ہر زبان کا ایک معتد بہ حصہ ایسا رہے گا جس کا منبع عربی ثابت ہو سکے۔ کیونکہ زبانوں میں تغیر طبعی قواعد سے باہر نہیں جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے الفاظ کے بولنے کے لئے ۵ مخرج بنائے ہیں جو پانچ شاہراہیں ہیں۔ ان شاہراہوں کے اندر گلیاں کوچے بے شک ہیں لیکن یہ پانچ مخارج یعنی شاہراہ بہرحال قائم رہتے ہیں اس لئے زبانوں کے تغیرات معیّن اور مقررہ قانون اور قواعد کے پابند رہتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی مستشرقین کے مسلّمات سے ہے کہ عربی روٹ (یعنی مادّہ) کبھی بھی تغیر پذیر نہیں۔ ہمیشہ ہمیش سے جہاں تک تاریخ کی رسائی ہے عربی روٹ سہ حرفی چلے آ رہے ہیں۔ نہ یہ مقلوب ہوئے نہ ان میں سے حروف کم و بیش ہوئے۔ اسلئے ظاہر ہے کہ ایک پائندہ اور غیر متغیر اور مستقل پیمانہ ہمارے پاس ہے جس میں متغیر الفاظ کی ماپ تول

ہو سکتی ہے اسلئے "اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ" کی صداقت کے لئے اللہ تعالیٰ کا قانون بھی مستقل ہے۔

پنجم۔ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ میں لام اس بات کی دلیل ہے کہ ایسے دلائل اور بیّنات اور اصول و قواعد ظاہر ہوں گے جو یقینی اور قطعی طور پر یہ صداقت ثابت کر سکیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

"یہ اختلاف یونہی بے قاعدہ نہیں تھا بلکہ ایک طبعی قاعدہ کے نیچے تھا۔" (منن الرحمٰن صٹ)

نیز حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک قسم کی زمین اپنے باشندے کی فطرت کو ایک خاص حلق اور لہجہ اور صورتِ تلفظ کی طرف میلان دیتی ہے۔" (منن الرحمٰن صٹ)

۸۔ زبانوں پر غور کرنے سے طبعی قاعدے ثابت ہیں اور منن الرحمٰن میں ان کی بحث موجود ہے۔ نیز یہ قاعدے علمائے السنہ کے مسلمات سے ہیں۔ ان تینوں باتوں کے پیشِ نظر خاکسار نے گزشتہ ۲۲ سال میں مسلسل کام کیا ہے اور دس اصول اور ان کی بیسیوں شاخیں معلوم ہوتی ہیں جو علمِ حساب کی طرح زبانوں پر عائد ہوتے ہیں۔ اور ہر زبان کے الفاظ دس بڑی قسموں میں منقسم ہو جاتے ہیں اور بقول تبصرہ نگار پاکستان ٹائمز:۔

"It turns a seemingly impossible task into an easy mathematical one."

یہ قوانین دس نشستوں میں بیان ہو سکتے ہیں۔ خاکسار کوئی عالم آدمی نہیں ہے لیکن خدا چاہے تو چھوٹے منہ میں بڑی بات ڈال دے اور آسمان کو آنکھ کے تل میں دکھا دے۔ اور

رُبَّ رَمْیَۃٍ مِنْ غَیْرِ رَامٍ

کا نقشہ کھینچ دے۔

اب تک خاکسار حسب ذیل زبانوں کا کھوج عربی تک پہنچا چکا ہے۔ یعنی:۔

ایشیا

جاپانی۔ چینی۔ انڈونیشین۔ تبتی۔ سنسکرت۔ پالی۔ نیپالی۔ تامل (۲ کروڑ ۔۱۱ لاکھ آدمی بولتے ہیں) تلیگو۔ گجراتی آرین روٹ۔ مرہٹی۔ گجراتی پنجابی۔ ہندی۔ فارسی۔

افریقہ

سواحیلی۔ لوگنڈا۔ اسیرین۔ قدیم مصری زبان۔ ایلیسو۔ رن بن کوررکیگا۔ اکاڈین۔

یورپ و امریکہ

انگریزی۔ روسی۔ سویڈش۔ ڈچ۔ جرمن۔ فرنچ۔ اطالوی۔ لاطینی۔ یونانی۔ سپینش۔ ایس پاز ٹو۔ تارا ہمارا (جو میکسیکو کے قدیم باشندوں کی زبان ہے)۔

یس ظاہر ہے کہ وہ زبان جس کے متعلق
زمانہ قبل از تاریخ میں گم ہو چکنے کا گمان ہے یا جس
کے انکشافات کی توقع ہے عربی ہی ہے ۔ اور یہ
وہ کونے کا پتھر ہے جسے معماروں نے رد کر دیا تھا۔

مذکورہ بالا زبانوں میں سے حسب ذیل زبانیں
چھپ چکی ہیں :-

جاپانی ۔ تبتی ۔ سنسکرت کا ایک حصہ ۔ اطالوی ۔
لاطینی ۔ یونانی ۔ ڈچ ۔ سویڈش ۔ آرین رُوٹ ۔ اور
انگریزی ۔ یہ ۱۲ ہزار الفاظ کا سرمایہ ہے ۔ باقی تقریباً
۵۰ ہزار الفاظ ابھی قابلِ اشاعت ہیں ۔ جب بھی
خدا کو منظور ہو ۔ معمہ جب حل ہو جائے تو معمہ نہیں
رہتا بلکہ ایک بدیہی بات ہوتی ہے ۔

فلالوجی والوں کی طبیعت پر ہمیشہ یہ اثر رہا
ہے کہ عام آدمی ان کے قدردان نہیں ہوتے کیونکہ
ایک عام آدمی کے نزدیک اس بات کے جاننے
سے کیا فائدہ کہ کوئی لفظ کن کن مرحلوں سے گزرا
ہے ۔ اور نیز یہ کہ فلالوجی کوئی نفع بخش سائنس نہیں
ہے ۔ لیکن عربی کے ام الالسنہ ہونے کے لحاظ
سے اس سائنس میں ہزاروں فائدے اور علوم
ہیں ۔ اور اس بنیاد پر دنیا کی مختلف زبانوں کا سیکھنا
آسان ہو جاتا ہے اور یہ ایک بے بہا نعمت ہے
اور قرآن حکیم کی حقانیت اور توحیدِ باری کے
ثبوتوں میں سے ایک عظیم الشان ثبوت ہے ۔
اور نیز بنی نوع انسان میں اخوت کی روح پیدا
کرنے والا اور بہت سے جھگڑوں اور فسادوں کو ختم کرنے والا ہے ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین +

واقفینِ زندگی

(جناب عبدالسلام صاحب اسلام)

وہی ابرِ کرم بن کر برس جاتے ہیں دیوانے
نظر آتے ہیں جس جا خشک بیابانوں کے ویرانے
مثالِ کرمکِ شب تاب باطل کی فضاؤں میں
ہر اک سُو اُڑتے پھرتے ہیں چراغِ حق کے پروانے
نہ جانے ساقیٔ احمدؐ نے کیا ان کو ادا بخشی
ہمیشہ محوِ گردش ہیں مئے وحدت کے پیمانے
الٰہی سوز دیتا ہے دلوں کو قول و فعل ان کا
کتابِ زندگی کے ہیں یہ درد انگیز افسانے
بچا ہے ان کے حملوں سے نہ یورپ اور نہ امریکہ
کہ شمشیرِ دلائل سے ہوئے مسمار بتخانے
سبق آموزیٔ فرزانگی دیوانگی ان کی
خردمندوں کو درسِ زندگی دیتے ہیں دیوانے
دمِ عیسٰی نے بخشا ہے وہ اندازِ طبیبانہ
لئے پھرتے ہیں دل میں درد گویا شفاخانے
گزر جاتے ہیں طوفانوں سے ان کا چیر کر سینہ
سفینوں کے نہیں محتاج یہ مہدی کے دیوانے
ہزاروں سنگدل ان کے مقابل ہو گئے پانی
نگاہوں میں تاثر کیا یہ رکھتے ہیں خدا جانے
انہیں کے سوز سے اسلام بزمِ زیست ہے روشن
مسیحا کے یہ جگنو ہیں محمدؐ کے یہ پروانے
یہی ہیں واقفینِ زندگانی واقفِ ہستی
نظر آتی ہے ان کی آنکھ میں ہشیاری و مستی

ایک مکتوب

جنوں وغیرہ کے متعلق استفسارات کے جوابات

[کوٹ ادّو ضلع مظفر گڑھ سے ایک معزز غیر احمدی بھائی نے جنوں کی حقیقت اور بعض دیگر امور کے متعلق استفسار کیا تھا۔ خاکسار نے ۲۱/۴/۶۸ کو انہیں جو مختصر جوابی مکتوب لکھا تھا موصوف نے مذکورہ مکتوب کے جواب میں تحریر فرمایا :۔ "آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ ۲۰/۴/۶۸ موصول ہو کر کاشف معاملات ہوا۔ آپ یقین نہیں کرینگے کہ مجھے اس کے پڑھنے سے کس قدر مسرت ہوئی۔ یوں سمجھئے کہ میرے کندھوں سے ہزار دو من بوجھ اُتر گیا ہے۔ آپ کے پہلے خط سے ہی تسکین ہو گئی کہ اب مجھے ایک لفظ بھی پوچھنے کی ضرورت نہیں" یہ مکتوب افادہ عام کے لئے درج ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)]

مکرمی جناب ملک صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیریت سے ہوں گے۔ آپ کا گرامی نامہ جس میں آپ نے جنوں کے وجود کے متعلق سوال کیا ہے کچھ دن پیشتر موصول ہوا تھا بعض مصروفیات کے باعث جلد جواب نہ دے سکا جس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ملائکہ کا وجود ایک نظر نہ آنیوالا حقیقی وجود ہے ملائکہ کی ذمہ واری نیک تحریکات پیدا کرنے سے متعلق ہے اسی طرح ان کے مقابل پر از روئے قرآن نظر نہ آنیوالا ایک اور وجود شیاطین اور جنوں کا ہے جن کا کام وسوسہ اندازی اور تخریبی تحریکات ہیں۔ یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح عالم مادی میں کچھ نور کے مظہر پیدا کئے ہیں اور کچھ ظلمت کے مظہر بنائے ہیں اور دن اور رات کا سلسلہ جاری فرمایا ہے اور یہ دونوں چیزیں یعنی نور اور ظلمت انسان کے جسم کی نشوونما پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اسی طرح انسانی روح پر اثر انداز ہونے والے نور کے غیر مرئی مظاہر ملائکہ ہیں اور ظلمت کے غیر مرئی مظاہر شیاطین اور جن ہیں۔ نہ ملائکہ کو انسان کو نیکی پر جبر کا اختیار ہے اور نہ ہی شیاطین کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ وہ انسان کو اسکی مرضی کے خلاف گمراہ کر سکیں البتہ غیر مرئی تاثیرات ہر دو کی طرف سے جاری ہیں اور انسان اپنی مرضی اور اختیار سے ان دونوں تاثیرات میں سے جس کو چاہتا ہے اختیار کر لیتا ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسا پیدا کیا ہے کہ اس میں قوتِ خیر بھی موجود ہے اور قوتِ شر بھی۔ وہ اپنی نیت اور ارادے سے جس قوت کو چاہتا ہے اختیار کر لیتا ہے اور نیک یا بد بن جاتا ہے۔ ملائکہ کی تحریکات کو قبول کرنے سے انسان نیک بن جاتا ہے اور ملائکہ کا مظہر قرار پاتا ہے بلکہ اُس کا نام مَلَكٌ (فرشتہ) رکھ دیا جاتا ہے اور مزید ترقی کرنیوالا روحانی انسان مسجودِ ملائکہ قرار پاتا ہے۔ دوسری طرف انسان جب شیاطین کا رنگ اختیار کرتا ہے تو وہ اُن کا مظہر بن جاتا ہے اور اُس کا نام شَيْطَان یا

جنّ قرار پاتا ہے۔ جب بدی میں آور ترقی کرتا ہے تو شَرُّ الْبَرِیَّةِ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اَسْفَلُ السَّافِلِیْنَ اُس کا مقام ہوتا ہے۔ اِن حالتوں میں بعض انسانوں پر اُن کی نیکی کی وجہ سے جس طرح ملائکہ کا لفظ اطلاق پاتا ہے اسی طرح بعض دوسرے انسانوں پر ان کی بدی کے باعث شیاطین یا جنّ کا لفظ بولا جاتا ہے۔

ہمارے اِس بیان سے ظاہر ہے کہ ملائکہ اور شیاطین دو متوازی غیر مرئی وجود بھی ہیں اور اسی طرح انسانوں میں سے بھی بعض کو ملائکہ اور بعض کو شیاطین اور جن صفاتی تشارک کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ پس ہم مخفی جنّوں کے وجود کے منکر نہیں ہیں۔ قرآن مجید کی آیات میں بعض جگہ ملائکہ کے مقابل والے جنّوں کا ذکر بھی موجود ہے اور بہت سی آیات میں یہ الفاظ اُن انسانوں پر بھی اطلاق ہوئے ہیں جنہیں صفاتی اشتراک کے باعث ملائکہ یا جنّ ٹھہرایا گیا ہے۔

اِس جگہ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ لفظ جنّ اپنے مادہ کے لحاظ سے اِخفاء پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ جُنُون، جَنِین، جنّت وغیرہ الفاظ کے مشترک مادہ سے ظاہر ہے۔ پہلے زمانوں میں جب بعض بیماریوں کے اسباب کے متعلق انسان کا علم زیادہ ناقص تھا تو اس نے بہت سی بیماریوں کا نام جنّ قرار دیا اور عامۃ الناس میں یہ امر رواج پذیر ہو گیا لیکن علم کی ترقی کے ساتھ یہ جنّ تو ختم ہو گئے کیونکہ انسان کو معلوم ہو گیا کہ یہ بیماری ہے اِس کا سبب یہ ہے اور اس کا علاج یہ ہے لیکن ہنوز بہت سے مخفی امور جنّوں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جن اور شیاطین ملائکہ کی طرح ایک مخلوق تو ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی مشینوں کے طور پر کام کرتے ہیں اپنے ارادہ سے کچھ نہیں کر سکتے۔ نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی ضرر دے سکتے ہیں۔ حقیقی طور پر نفع پہنچانے والا اور ضرر کا فیصلہ فرمانے والا صرف خداوند تعالیٰ ہے لَا نَافِعَ وَلَا ضَآرَّ اِلَّا هُوَ مخلوقات میں انسان کو ہی یہ مقام بخشا گیا ہے کہ وہ اپنی آزادی سے نیکی اور بدی کو اختیار کر سکتا ہے۔ اسی لئے اصل جزا سزا انسان ہی کا حق ہے اور اُسی کو ملے گی۔

امید ہے کہ میرے اِس بیان سے آپ کے لئے ہمارے عقیدہ کے بارے میں وضاحت ہو جائے گی۔ اگر اِس سلسلہ میں کوئی مزید امر قابلِ استفسار ہو تو اُس سے مطلع فرمائیں۔

مزید دو تین باتیں اِس سلسلہ میں عرض کرنا ضروری ہیں۔

اوّل یہ کہ قرآن مجید ایسی جامع کتاب ہے جس کے حقائق اور معارف نئے سے نئے رنگ میں قیامت تک کھلتے رہیں گے بعض لوگوں میں جو یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ قرآن مجید کی تفسیر سابق مفسّرین کے بیانات میں ختم ہو گئی ہے اور قرآن سے اب کوئی نئے معارف نہیں نکل سکتے' یہ خیال سراسر غلط ہے' خود قرآن مجید کے بھی خلاف ہے اور احادیث صحیحہ کے بھی۔ اور اب تو خود مسلمان علماء اِس غلط نظریہ کی تردید کرتے ہوئے احمدیہ نقطۂ نگاہ کو اپنا رہے ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے گزشتہ دنوں فرمایا ہے:۔

(ا) "ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن کے نہ ختم ہونے والے خزانوں کو کھنگالنے کے لئے کوئی تیار ہو اور قرآن سے وہ روشنی حاصل کرے جو اس کے اندر موجود ہے۔"

(ب) "دَورِ حاضر کے مسلمانوں کے نام قرآن کا پیغام اور ان سے اس کا مطالبہ یہ ہے کہ مجھے ازسرِ نو ایک زندہ کتاب اور ایک سرچشمۂ ہدایت کے طور پر دریافت کرو۔ میرے اصولوں کو عملی زندگی میں جاری و ساری کرنے کا اہتمام کرو۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس پیغام کو سنیں اور اس کے تقاضے پورے کرنے کی فکر کریں۔"

(المنبر لائل پور [illegible] 19)

دوم:- حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے قرآن مجید کی تفسیر میں خود قرآن مجید کی تصریحات کے مطابق روحانی تعبیر مراد لی ہے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اصلی وجود کا انکار کر دیا گیا ہے درست نہیں۔ ہمارے نزدیک اُخروی جنت و دوزخ برحق ہے مگر اُن کی کیفیت اُسی طرح ہے جس طرح قرآن مجید نے بیان فرمائی ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ (سورۃ السجدۃ)۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کی نعمتیں "مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ" (بخاری شریف) کی مصداق ہیں یعنی اُن کی حقیقت کو اِس دُنیا میں جاننا ممکن نہیں۔ جنت و دوزخ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی قرآنی ہدایت اور نبویؐ راہنمائی کو اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا ہے۔

سوم:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بیانات میں جبریل علیہ السلام کا خاص ذکر فرمایا ہے جیسا کہ آپؑ کی کتاب "توضیح مرام" میں بالتفصیل مذکور ہے۔ آپؑ کا ایک الہام ہے "جَآءَنِيْ آئِلٌ"۔ آپؑ نے فرمایا کہ آئل سے مراد جبریلؑ ہے۔ عام ملائکہ کا ذکر بھی آپؑ کے الہامات میں بکثرت موجود ہے۔

چہارم:- اب ایک اور بات ذکر کر کے میں اِس خط کو ختم کرتا ہوں۔ بعض نیک نیت لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب صرف مجدّد ہونے کا دعویٰ کرتے تو بہت اچھا تھا تب سارے لوگ آپ کو مان لیتے مگر یہ خیال اس لئے قابلِ توجہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا مامور اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کے حکم سے دعویٰ کرتا ہے۔ جس چیز کے دعویٰ کرنے کا اُسے حکم دیا جاتا ہے وہ اُسی کا دعویٰ کرتا ہے اور جن جن منصبوں پر اُسے کھڑا کیا جاتا ہے وہ اُنہیں کا اعلان فرماتا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحبؑ نے لوگوں کے مشورہ سے دعویٰ کرنا ہوتا تو یقیناً ہمارے اِن نیک نیت بھائیوں کا خیال قابلِ توجہ ہوتا مگر ایسا نہیں تھا۔ دوسرے یہ بات بھی صحیح نہیں کہ اگر

حضرت مرزا صاحبؑ صرف مجدّد ہونے کا دعویٰ کرتے تو سب لوگ آپ کو مان لیتے کیونکہ اس صورت میں علماء کا پہلا سوال یہ ہوتا کہ مجدّد کا ماننا فرض نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اگر ہم اسلامی تاریخ پر نظر ڈالیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمام سابق مجدّدین اور اولیائے اُمّت کی اپنے اپنے وقت میں سخت مخالفت ہوئی ہے۔ اُن پر کفر کے فتوے لگائے گئے ہیں اور اُنہیں اُمّت سے خارج قرار دیا گیا ہے۔ اور ہر قسم کی اذیّتیں پہنچائی گئی ہیں۔ امام مہدیؑ کے متعلق تو بعض بزرگوں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ "اِذَا خَرَجَ هٰذَا الْاِمَامُ الْمَهْدِيُّ فَلَيْسَ لَهٗ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ اِلَّا الْفُقَهَآءُ خَاصَّةً" (الفتوحات المکیۃ جلد ۲) کہ علماءِ وقت اُس کے سخت دشمن ہوں گے۔ اولیاء اور مجدّدین کی بات تو ایک طرف رہی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور نبی بھی اپنی عظیم قوتِ قدسیہ کے باوجود اپنے اپنے وقت میں لوگوں کے طعن و تشنیع کا نشانہ بنتے رہے ہیں۔ اُن کی تکذیب کی گئی اور اُن سے استہزاء کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (یٰسٓ) کہ ہر نبی کے ساتھ لوگوں نے ٹھٹھا اور استہزاء کیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ لوگوں کی رائے کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور امر کو دیکھا جائے گا۔

امید ہے کہ میرا یہ عریضہ آپ کے لئے ہمارے موقف کی وضاحت کرنے والا ثابت ہو گا۔

خاکسار خادم
ابوالعطاء جالندھری۔ ربوہ
۲۱/۸/۶۸

مباحثۂ مصر

یہ اُس مباحثہ کی روداد ہے جو مصر میں مشہور پادری ول اور جماعت احمدیہ کے مناظر مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کے درمیان ہُوا تھا۔ مضامینِ مناظرہ یہ تھے:-

(۱) کیا یسوع مسیح کے سوا کوئی بے گناہ ہے؟
(۲) کیا یسوع مسیح حقیقتاً خدا تھا؟
(۳) کیا مسیح صلیب پر فوت ہُوا؟

یہ مطبوعہ روداد ان تمام دلائل پر مشتمل ہے جو فریقین نے پیش کئے۔

عیسائیت کے متعلق معلومات کے لئے ایک مستند خزانہ ہے۔ اُردو انگریزی میں طبع ہو چکا ہے۔

اردو کی قیمت:- دس آنے
انگریزی کی قیمت:- سوا روپیہ

ملنے کا پتہ:- مینیجر الفرقان ربوہ

القصيدة المحمّديّة

فِدَآءُ لَكَ نَفْسِي ثُمَّ مَالِي وَعِزَّتِي

(جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں)

نتیجۂ ذکر جناب الحاج مولوی عزیز الرحمن صاحب منگلا المبشر الاسلامی

أَمِنْ ذِكْرِ مَحْبُوبٍ بِرَوْضَةِ طَيْبَةٍ   أَمْ مِنْ تِلَاوَةِ آيَةٍ فِي رَكْعَةٍ
أَوْ مِنْ تَذَكُّرِ أَهْلِ بَيْتِ الْمُصْطَفٰى   أَوْ مِنْ حَلَاوَةِ ذِكْرِ رَبِّ الْعِزَّةِ
جَرَتِ الدُّمُوعُ عَلَى الْخُدُودِ وَلِحْيَتِي   وَحَيَّرَ أَصْحَابِي بُكَائِي وَرَنَّتِي
أَلَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ رُوحِي وَرَاحَتِي   فِدَاءُ لَكَ نَفْسِي ثُمَّ مَالِي وَعِزَّتِي
عَلَيْكَ صَلٰوةُ اللّٰهِ يَا سَيِّدَ الْوَرٰى   عَلَيْكَ سَلَامُ اللّٰهِ يَا بَحْرَ رَحْمَةٍ
رَسُولٌ كَرِيمٌ سَيِّدُ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ   بَشِيرٌ نَذِيرٌ خَاتَمُ الْبَشَرِيَّةِ
وَلِلنَّاسِ أَهْوَاءُ الْأَحِبَّةِ فِي الدُّنٰى   وَلَيْسَ هَوَايَ غَيْرَ قَاسِمِ رَحْمَةٍ
أَرَى النَّاسَ يَهْوَوْنَ التَّحَرُّرَ فِي الدُّنٰى   فَيَا لَيْتَنِي كُنْتُ غُلَامًا لِحَضْرَةٍ
وَسَائِلُ أَهْوَاءِ الرِّجَالِ تَصَرُّمٌ   وَلَيْسَ فُؤَادِي عَنْ هَوَاكَ بِسَلْوَةٍ
وَلِلنَّاسِ أَنْوَاعُ الرَّغَائِبِ صَبْوَةً   وَلَيْسَ بِقَلْبِي غَيْرَ حُبِّكَ سَلْطَةٌ
خَتَمْتَ كَمَالَاتِ النُّبُوَّةِ كُلَّهَا   فَلَا شَكَّ إِنَّكَ خَاتَمٌ لِلنُّبُوَّةِ
بَذَذْتَ جَمِيعَ الْأَنْبِيَاءِ فَوَاضِلًا   فَصِرْنَا بِفَضْلِكَ خَيْرَ كُلِّ الْأُمَّةِ
وَلَيْسَ لَنَا مِنْ دُونِ قَوْلِكَ حُجَّةٌ   وَلَيْسَ لَنَا مِنْ دُونِ فِعْلِكَ سُنَّةٌ
وَلَيْسَ لَنَا مِنْ دُونِ بَابِكَ حِيلَةٌ   وَلَيْسَ لَنَا مِنْ دُونِ دَأْبِكَ أُسْوَةٌ
وَكُلُّ حَدِيثٍ غَيْرَ قَوْلِكَ ضِلَّةٌ   وَكُلُّ أُمُورٍ أُحْدِثَتْ ذَاتُ بِدْعَةٍ

ولم تخش في التوحيد لومة لائم ولم ترض إلا باعتقاد الوحدة
ربطت قلوب المؤمنين بوصلة فألفت بين قلوبهم كالعروة
أنبأ عن الماضي وعن مستقبل وأنباؤه حقت إلى يوم بعثة
عليم بأسرار الشريعة كلها حكيم بأدواء النفوس وصحة
وأسراك ربك في السموات العلى تعليت حتى جزت حد السدرة
وإن جميع الأنبياء كواكب وإن رسول الله شمس منيرة
وجاء بقرآن مجيد ناطق إمام مبين حاكم بالبصيرة
قلائد فرقان تود بحسنها قلوب الأعادي أن تكون تريبة
وله الوساطة وهو نعم وسيلة يبغي الكرام لوصل رب الفطرة
وإنك عبد جاء موسى شائقا إليه لتعليم العلوم الخفية
تسابقت في ميدان حب ورضا حتى سبقت كليم طور الظلة
وأنت المعبر في أناجيل ماسح بالفارقليط وروحه القدسية
وأنت الذي ضرب الإله بنوره مثلا بمشكوة مصابيح ظلمة
الله أكبر ما لأحمد منتهى وجميع غايات لآخر علة
شهدنا تداوير الوجود جميعها تدور حوالي النقطة المركزية
"وإنك إن كنت ابن آدم صورة" ففيك معان شاهدات الأبوة
خلقت ونورك في زمان سابق وآدم بين الروح والجسدية
فوالله لولاك لما خلق السما وما صارت البلدان ذات حضارة
وما غنت الورقاء في غصن أيكة وما زانت الأشجار أزهار قدرة
وما كانت الشمس مليكة ملكها وما كان قمر حسن تلك البسيطة
وما كان للشعراء تشبيب حبهم وما كان ذكر السيدات وسادة
وما هام قيس في ميادين الصبا وما كان ثمة قصص الأخيلية
وما كان بشر للخلافة حاملا ولا حمل الانسان حمل الشريعة
فكل عكوس والأصيل محمد وكل مجاز بعد تلك الحقيقة
تذكرت يوما قد حملت حجارة وأنصفت بين القوم في ركن كعبة

تَذَكَّرْتُ يَوْمًا قد عَلَوْتَ عَلَى الصَّفَا ... ونَادَيْتَ لِلرحمٰنِ سُكَّانَ مَكَّةِ
وَيَوْمَ دَخَلْتَ السُّوقَ سُوقَ الطَّائِفِ ... تَعَامَتْكَ كُلُّ عَشِيرَةٍ وَقَبِيلَةِ
وَقُلْتَ لِرَبِّكَ إِنَّهُمْ لَمْ يَعْرِفُوا ... مَقَامِيْ وَشَأْنِيْ لَا تُعَذِّبْ بِرَحْمَةِ
حَسُنَتْ جَمِيعُ خِصَالِ مَتْبُوعِ الْوَرٰى ... فَوَاهًا لِإِعْجَازِ النَّبِيِّ الرَّحْمَةِ
عَلَيْكَ صَلَوَاةُ اللهِ كُلَّ صَبِيحَةٍ ... عَلَيْكَ سَلَامُ اللهِ كُلَّ عَشِيَّةِ
سَلَامٌ عَلَى حَرَمِ الْمَدِينَةِ دَائِمًا ... سَلَامٌ عَلَى دَارِ الْمَسَاكِينِ طَيْبَةِ
سَلَامٌ عَلَى أَزْوَاجِ بَيْتِ الْمُصْطَفٰى ... سَلَامٌ عَلَى الصِّدِّيقِ والصِّدِّيقَةِ
سَلَامٌ عَلَى سِبْطَيْ إِمَامِ الْأَنْبِيَاءِ ... سَلَامٌ عَلَى سَيِّدَيْ كُهُولِ الْجَنَّةِ
سَلَامٌ عَلَى عثمانَ والختنِ الَّذِي ... خُتِمَتْ عَلَيْهِ حَيَاءُ كُلِّ قَبِيلَةِ
سَلَامٌ عَلَى الْأَصْحَابِ أَصْحَابِ الوفا ... أَطَاعُوا رَسُولَ اللهِ بِالْأَرْيَحِيَّةِ
بَذَلُوا النُّفُوسَ مَعَ النَّفِيسِ كَرَامَةً ... شَهِدُوا مَوَاطِنَ كُلِّ غَزْوٍ وَوَقْعَةِ
وَإِنِّيْ مُحِبٌّ لِلرَّسُولِ وَصَحْبِهِ ... عَسَى اللهُ أَنْ يَرْزُقَنِيْ قُرْبَ صُحْبَةِ
سَلَامٌ عَلَى شُهَدَاءِ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ ... سَلَامٌ عَلَى الْكَرَّارِ أَسَدِ الْأُمَّةِ
تَمِيلُ إِلَى أُحُدٍ كما قَالَ سَيِّدٌ ... لَنَا عِنْدَهُ مِنْ عَظْمَةٍ تَحْتَ حُفْرَةِ
سَقَى اللهُ حَمْزَةَ كُلَّ غَيْثٍ مُعْجِبٍ ... سَقَى اللهُ أَرْضًا حَلَّهَا قَبْرُ حَمْزَةِ
سَلَامٌ عَلَى الْأَنْصَارِ دِينِ الْمُصْطَفٰى ... سَلَامٌ عَلَى قَبْرٍ بِقُسْطُنْطِنِيَّةِ
سَلَامٌ عَلَى تِلْكَ المعاهِدِ كُلِّهَا ... فَفِيهَا شُمُوسٌ أُقْبِرَتْ فِي الظُّلْمَةِ
أَلَا أَيُّهَا الْأَحْبَابُ بِاللهِ خَبِّرُوا ... فَهَلْ لِزَمَانٍ قَدْ خَلَا مِنْ رَجْعَةِ
رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ يَوْمًا بِطَيْبَةِ ... وَوَاللهِ لَسْتُ بِكَاذِبٍ فِيْ رِوَايَتِيْ
رَأَيْتُ عَلِيًّا مُرْتَضًى يَتْلُوَ إِثْرَهُ ... مِثْلَ الفصيلِ مُتَابِعًا لِلنَّاقَةِ
وَوَاللهِ إِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ مَزَارَهُ ... بِعُيُونِ جِسْمِيْ حَاضِرًا بِالْمَدِينَةِ
وَوَاللهِ أَنْوَارُ الْجَمَالِ مَلِيحَةً ... إِلَى الْآنَ تَبْدُو فِي دِيَارِ الْهِجْرَةِ
وَصَلَّيْتُ شَفْعًا بَيْنَ قَبْرٍ وَمِنْبَرٍ ... فَوَاللهِ حَقًّا رَوْضَةٌ مِنْ جَنَّةِ
وَسَلَّمْتُ تَسْلِيمَ الصَّبَابَةِ دَانِيًا ... قَبْرَ الرَّسُولِ عَلَيْهِ أَلْفُ تَحِيَّةِ
"أَلَا يَا رَسُولَ اللهِ أَنْتَ رَجَاؤُنَا" ... وَجِئْتُكَ كَالمسكينِ فَامْنُنْ بِجُودَةِ

وَرُمْتُ المَعَالِيَ فَانْسَلَكْتُ بِرُفْقَةٍ   قَدْ جَاوَرَتْ بَابَ الحَبِيبِ لِصُحْبَةٍ
وَمَالِيَ فِي الْأَشْعَارِ يَاحِبِّ حَاجَةٌ   سِوَى أَنْ أُعَدَّ بِسُلْفَةٍ لَكَ تَنْعَتِ

وَمَا الْمَدْحُ إِلَّا مَدْحُ آلِ مُحَمَّدٍ
وَمَا النَّعْتُ إِلَّا نَعْتُ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ

بِبَكَّةَ أَنْوَارُ الْهِدَايَةِ تَنْجَلِي   وَوَاللهِ قَدْ شَاهَدْتُ عَامَ حِجَّتِي
بَيْتٌ عَتِيقٌ لِلنُّبُوَّةِ مَهْبَطٌ   وَلِرَبِّنَا الرَّحْمٰنِ أَعْظَمُ آيَةٍ
"وَأَحَبُّ آفَاقِ الْبِلَادِ إِلَى الْفَتَى"   أَرْضٌ يُرَى فِيهَا مَظَاهِرُ قُدْرَةٍ
وَلَمَّا أَجَزْنَا بِجُرَجَدَّةَ وَانْتَهَى   بِنَا بَطْنُ مَكَّةَ ذِي أَمَانٍ وَبَرَكَةٍ
فَإِنَّا نَسِينَا كُلَّ وَعْثَاءِ غُرْبَةٍ   كُنَّا نُقَاسِيهَا بِرُؤْيَةِ كَعْبَةٍ
وَقُلْتُ لِصَحْبِي بَعْدَ جَرْشٍ مِنَ الدُّجَى   ذَرُونِي وَحْدًا لِلْبُكَاءِ وَرَنَّتِي
فَطَوْرًا أَطُوفُ مُلَبِّيًا حَوْلَ بَيْتِهِ   وَأُخْرَى أُصَلِّي فِي مَقَامِ الْخُلَّةِ
دَخَلْتُ بِبَيْتِ اللهِ يَوْمًا وَلَيْلَةً   وَغَسَّلْتُ جَسَدِي تَحْتَ مِيزَابِ كَعْبَةٍ
وَأَلْثِمُ مِنْهُ الرُّكْنَ أَطْلُبُ بَرْدَ مَا   بِقَلْبِي مِنْ عَطَشٍ وَلَوْعَةِ فُرْقَةٍ
أَرْضٌ بِهَا حَلَّقْتُ رَأْسِي مُحْرِمًا   أَرْضٌ يُنَالُ بِهَا عَزَائِمُ هِمَّةٍ
وَبِتُّ بِجَمْعٍ بَعْدَ يَوْمٍ تَاسِعٍ   وَنَادَيْتُ رَبِّي ضَارِعًا يَوْمَ عَرَفَةٍ
وَيَوْمَ الْأَضَاحِي قَدْ ذَبَحْتُ نَسِيكَتِي   فَحَلَلْتُ جُزْءًا قَبْلَ طَوْفِ الزِّيَارَةِ
وَقَفْتُ بِبَابِ اللهِ وَقْفَةَ ضَارِعٍ   وَدَعَوْتُ رَحْمَانًا مُقِرًّا بِظُلْمَتِي
أَيَا رَبَّ إِبْرَاهِيمَ رَبَّ مُحَمَّدٍ   وَيَا رَبَّ إِسْمَاعِيلَ صَاحِبِ هِجْرَةٍ
تَقَبَّلْ إِلٰهِي كُلَّ دَعْوَةِ عَاجِزٍ   تَحَنَّنْ عَزِيزًا يَوْمَ صُورِ النَّفْخَةِ
قَرُبَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ أَنَّ بِضَاعَتِي   رُدَّتْ إِلَيَّ لِقِلَّةٍ وَخَسَاسَةٍ
فَلَا عَمَلَ لِي يُرْجَى وَلَا عِلْمُ لَنَا   فَلَيْسَ النَّجَاةُ بِغَيْرِ أَمْرِ الشَّفَاعَةِ
وَإِنِّي غَرِيبٌ وَالذُّنُوبُ كَثِيرَةٌ   تَشَفَّعْ لَنَا يَا شَافِعًا لِلْخَلِيقَةِ
يَا رَبِّ صَلِّ عَلَى حَبِيبِكَ رَاتِبًا   مَا غَنَّتِ الْوَرْقَاءُ فِي غُصْنِ أَيْكَةٍ
وَوَاللهِ مَا حَاكَ الْقَصِيدَةَ فِكْرَتِي   وَلٰكِنَّهُ شَعٌّ لِشَمْسِ الْخِلَافَةِ

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(جناب ڈاکٹر راجہ نذیر احمد صاحب ظفر بی۔اے ایل ایل بی)

کیا جلوہ کوئی جلوۂ فاراں کی طرح ہے؟
خورشیدِ سحر دیدۂ حیراں کی طرح ہے

جاتا ہے کوئی کعبہ کو اور طور پہ کوئی
خود عرش تجھے کوچۂ جاناں کی طرح ہے

ہیں سارے نبی صاحبِ الطاف و عنایات
پر تیری عطا رحمتِ یزداں کی طرح ہے

بس خالقِ کونین کے شاہکار ہیں دو ہی
قرآں تری مانند تو قرآں کی طرح ہے

انساں ہے کتاب اور جہاں اسکی ہے تفسیر
وہ نامِ محمدؐ ہے جو عنواں کی طرح ہے

ہے عشق میں کیا شاہد و سوگند کی حاجت
جب تیری محبّت مجھے ایماں کی طرح ہے

کیا سنبلِ مشکیں کو تری زلف سے نسبت؟
ہر تار یہاں تارِ رگِ جاں کی طرح ہے

کیا وصف بیاں روئے مبارک کا کروں میں
جب نقشِ قدم روئے حسیناں کی طرح ہے

جو نور ہے تجھ میں وہ ملائک میں نہیں ہے
گو صورت و فطرت میں تو انساں کی طرح ہے

کوثر سے ترے پیتے ہیں خود خضرؑ و مسیحا
ہر لفظ ترا چشمۂ حیواں کی طرح ہے

وسعت مرے افکار کو بخشی ہے وہ تو نے
پہنائیِ عالم مجھے زنداں کی طرح ہے

کیا حسنِ نظر ہے کہ نگہ جس پہ پڑی ہے
وہ ذرّہ حسیں یوسفِ کنعاں کی طرح ہے

کی جس نے مسیحائی عطا مُردہ عرب کو
کیا اُس کی نظر خنجر و پیکاں کی طرح ہے

اب رُوس پہ یا عیسیٰؑ مریم پہ نظر ہے
اب تیرا عرب قریۂ ویراں کی طرح ہے

ہے تیرے چمن کا مگر اِک گوشہ سلامت
اور اس میں ظفرؔ بلبلِ نالاں کی طرح ہے

اب نعرہ ترے نام کا اُٹھا ہے عجم سے
اور کفر کا دل پیکرِ لرزاں کی طرح ہے

اے بُت شکن و عیسیٰؑ گر و حامئِ اُمّت
بیمار ترا عیسیٰؑ دَوراں کی طرح ہے

کوئٹہ و قلات ڈویژن کی انصار اللہ کا سالانہ اجتماع

۱۷، ۱۸ اگست ۱۹۶۸ء کو مجلس انصار اللہ کوئٹہ کا سالانہ اجتماع تھا۔ مرکز سے محترم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ اور محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد فاضل تشریف لے گئے تھے۔ خاکسار (ابو العطاء) پہلے سے ۱۲ اگست کو دو ہفتے کے لئے کوئٹہ پہنچ چکا تھا۔ محترم ناظم علاقائی جناب میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے اجتماع کے لئے نہایت موزوں پروگرام تجویز فرمایا۔ پانچ اجلاس منعقد کئے گئے جن میں صدارت کے فرائض محترم جناب شیخ ڈاکٹر محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ، خاکسار ابو العطاء، محترم ناظم صاحب علاقائی، محترم مولوی ڈاکٹر محمد دین صاحب فاضل مربی سلسلہ، محترم شیخ محبوب عالم صاحب خالد نے ادا کئے۔

جملہ تقاریر تربیتی رنگ کی تھیں۔ مرکز سے جانیوالے علماء کے علاوہ مقامی دوستوں نے بھی عمدہ تقاریر کیں۔ جن میں الحاج خلیفہ عبد الرحمن صاحب، محترم شیخ محمد اقبال صاحب، محترم میاں بشیر احمد صاحب، محترم خان عیسیٰ جان صاحب، محترم میاں محمد اسحاق صاحب عابد اور محترم ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مربیان سلسلہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب ایم۔ اے اور مکرم مولوی محمد دین صاحب نے درس بھی دیئے۔ موقعہ بموقعہ نظمیں پڑھی جاتی رہیں۔ مکرم عبد الوحید خان صاحب کی نظم خوانی بہت اثر آفریں ہوتی تھی۔ مولوی دوست محمد صاحب کی تقاریر بہت زوردار اور دلچسپ تھیں۔ انصار اور نوجوانوں کا تقریری مقابلہ بھی بہت دلچسپ تھا۔ انصار کا ورزشی مقابلہ بھی عمدہ تھا۔ اوّل و دوم آنیوالوں کو انعامات دیئے گئے۔ قلات، سبی اور دیگر مجالس کے اراکین بھی اجتماع میں شریک تھے۔ کھانے کا انتظام مجلس کی طرف سے عمدہ طریق پر کیا گیا۔ محترم قاضی شریف الدین صاحب اس کے نگران اعلیٰ تھے۔

اجتماع کا اصل افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے نہایت مؤثر ٹیپ ریکارڈ خطاب سے ہوا جسے جملہ حاضرین نے ہمہ تن گوش بن کر سنا۔ مقررین کی جملہ تقاریر میں انصار اللہ کو اپنے فرائض اور بچوں کی تربیت، تعلیم قرآن مجید اور وقفِ عارضی کی طرف خاص توجہ دلائی گئی۔ مقامی مہتمم صاحب عمومی کی طرف سے سالانہ رپورٹ بھی پڑھی گئی۔ بعض فوٹو بھی لئے گئے۔

اخیر پر ناظم صاحب علاقائی نے غلبۂ اسلام کے لئے نیز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی صحتِ کاملہ کے لئے دُعا کی تحریک کی اور ان کے ارشاد پر خاکسار نے اجتماعی دعا کرائی اور اجتماع بخیر و خوبی ختم ہوا۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

شعورِ راہ

خلوصِ قلب و نظر سے تہی نہیں ہوں میں
دیارِ غیر میں بھی اجنبی نہیں ہوں میں

سیاہیٔ شبِ غم سے بھی تو ہوں بیگانہ
طلوعِ صبح کی گردِ وشنی نہیں ہوں میں

تجھے تو مجھ سے تعلق میں عار تھی اے دوست
بتا کہ آج تری زندگی نہیں ہوں میں

سکوتِ مرگ میں کھو جائے ہر صدا میری
اگر غریب کے دل کی خوشی نہیں ہوں میں

خزاں کے دور میں کانٹوں سے دوستی نہ بھی
شریکِ خندۂ گل بھی کبھی نہیں ہوں میں

میں عرش و فرش کے ان فاصلوں سے واقف ہوں
شعورِ راہ کی درماندگی نہیں ہوں میں

کسی کی چشمِ کرم کا یہ فیض ہے کہ نسیم
رہینِ سلسلۂ آگہی نہیں ہوں میں

نسیم سیفی

ماریشس میں جشنِ آزادی اور جماعتِ احمدیہ

وزیر اعظم ماریشس کا جماعتِ احمدیہ کی خدمات کا اعتراف

ع پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

(از قلم جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیرؔ فاضل مبلغ ماریشس۔)

۱۲ مارچ ۱۹۶۸ء کا دن ماریشس کی تاریخ میں نہایت شاندار تھا۔ اور اس کی یاد کو لوگ ہمیشہ مناتے رہیں گے کیونکہ اس دن ماریشس ۱۰۰ سال فرانسیسی اور پھر ۱۵۰ سال انگریزوں کی غلامی میں رہنے کے بعد آزاد ہوا اور ہم احمدیوں کے لئے نئی نشان دکھا گیا جس کی تفصیل یوں ہے :۔

(۱) ماریشس ۷۲۰ مربع میل کا ایک جزیرہ ہے جو بحر ہند کے وسیع سمندر میں جنوب کی طرف زمین کا آخری کنارہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے وعدے "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچا اور پھر اُس مصلح موعودؓ کے عہد میں پہنچا جس کی پیدائش سے قبل خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ "وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔" یہ ایک عجیب توارد ہے کہ سب سے پہلا مبلغ (حضرت چودھری فتح محمد صاحبؓ سیال ایم۔اے) شمالی کرہ کے آخری حصہ میں تو دوسرا مبلغ (حضرت صوفی غلام محمد صاحب بی۔اےؓ) اُسی وقت جنوبی کُرہ کے آخری حصہ میں گیا۔ ۱۹۱۵ء سے ماریشس میں باقاعدہ جماعت قائم ہوگئی۔ اور اب ایک طرف جسمانی آزادی کی جد و جہد مارچ ۱۹۶۸ء میں مکمل ہوئی تو دوسری طرف احمدیت کے ذریعہ سے روحانی ترقی کی جد و جہد کا کامیاب دَور مارچ ۱۹۶۸ء سے شروع ہوا جبکہ جماعت احمدیہ کی افادیت اور طاقت کا یہاں کے رہنے والوں کو خوب احساس ہوا۔

(۲) ماریشس کی آبادی اب ۸ لاکھ تک پہنچ رہی ہے جس میں اکثریت (۵۲٪) ہندوؤں کی ہے مسلمان ۱۷٪ ہیں۔ باقی چینی، یورپین، افریقن، مخلوط نسل کے کریول (Creole) لوگ ہیں۔ آزادی کی علمبردار Independence Party پارٹی تھی جو تین چھوٹی پارٹیوں کے الحاق سے بنی ہوئی ہے۔ اس کے لیڈر آنریبل ڈاکٹر سر سیو ساگر

رام غلام (Sir Seewoosagar Ram goolam) صاحب ہیں جو اپنی نرم پالیسی کی وجہ سے پسندیدہ لیڈر ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کی بیس سالہ جدوجہد کو کامیاب فرمایا اور آج انہیں آزاد ماریشس کا پہلا وزیر اعظم بنا دیا اور سر جان شارینی (Sir John Sharinnie) جو کئی سال سے ماریشس کی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں، کو پہلا گورنر جنرل بنا دیا۔ اللہ کرے کہ ان دونوں کی نگرانی اور رہنمائی میں ماریشس دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین۔

(۳) ۱۲ مارچ یوم آزادی تھا مگر آزادی کی تقریبات ۹ مارچ سے ہی شروع ہو گئی تھیں۔ ۸ مارچ کو بیرونی ملکوں سے پریس کے نمائندگان کافی تعداد میں پہنچ گئے تھے۔ چنانچہ وزیر اطلاعات نے پریس کانفرنس بلائی جس میں بیرونی اور ملکی اخبارات کے نمائندے شامل تھے۔ ہمارے احمدیہ مسلم مشن کے اخبار Le Message کے نمائندے بھی موجود تھے۔ ایک اور احمدی دوست بھی ایک اخبار Le Progres Islamique کئی سال سے نکال رہے ہیں ان کا احمدی نمائندہ بھی موجود تھا۔ حکومت نے پریس کو تمام سہولتیں بہم پہنچائیں جس کی وجہ سے کام میں بہت سہولت رہی۔ دوسرے دن یعنی ۹ مارچ کو پریس کے نمائندگان کی ملاقات گورنر جنرل اور ڈیوک آف ڈیون وزیر برطانیہ و لیڈر وفد برطانیہ سے گورنمنٹ ہاؤس میں ہوئی اور اسلامی تعلیم پر گفتگو ہوتی رہی۔ گورنر اور وزراء کے علاوہ دوسرے نمائندگان سے بھی احمدیت کی عالمگیر حیثیت اور کارگزاری پر باتیں ہوتی رہیں۔

۹ مارچ کی شام کو وزیر اطلاعات نے پریس کے نمائندگان کو ایک بڑے ہوٹل میں دعوت دے رکھی تھی جس میں ہم بھی مدعو تھے۔ گورنمنٹ آفیسرز اور مقامی جرنلسٹوں کے علاوہ چیکوسلواکیہ، چینی، برٹش، بی۔ بی۔ سی، U.S.I.S. فرنچ اخبارات کے نمائندگان سے بھی متعارف ہونے کا موقع ملا۔

(۴) ۱۰ مارچ کو ملک بھر میں دعاؤں کا دن منائے جانے کا حکومت نے فیصلہ کیا تھا۔ مرکزی طور پر تین عیسائی چرچوں، چار ہندو مندروں اور دو مساجد میں اہم دعاؤں کا سرکاری طور پر انتظام کروایا گیا تھا۔ اس انتظام کے ماتحت احمدیہ مرکزی مسجد "دارالسلام" روز ہل میں بھی یوم تشکر منایا گیا جس میں وزیر اعظم خود تو شامل نہ ہو سکے انہوں نے اپنے تین نمائندے (۱) آنریبل مسٹر RINGADOO وزیر زراعت و جنگلات (۲) آنریبل مسٹر GHURBURRON وزیر سوشل سیکورٹی (۳) آنریبل مسٹر مدن ممبر لیجسلیٹو اسمبلی بھجوائے۔ علاوہ ان کے ہماری درخواست پر روز ہل کی Inter Religious کمیٹی (جس کا سیکرٹری خاکسار رہا ہے) کے ممبران میں سے تین عیسائی پادری اور ایک ہندو پنڈت صاحب بھی شامل ہوئے۔ احمدی احباب باوجودیکہ اسی دن صبح نماز عید کے لئے مسجد میں حاضر تھے۔ پھر اس دعا میں شامل ہونے کے لئے دوبارہ بھی بکثرت موجود تھے۔ تلاوت اور نظم کے بعد بھائی احمد اللہ صاحب نیولی نے "آزاد لوگوں کی ذمہ داریاں" پر تقریر کی اور

بھائی احمد حسن صاحب سوکیہ نے "احمدی جماعت نے ماریشس کے لئے کیا کیا اور کیا کرے گی" پر تقریر کی۔ پھر ایک کیتھولک پادری شوشوں (SOUCHON) صاحب نے تقریر کی اور بتایا کہ وہ اسلامی رواداری سے بے حد متاثر ہوا ہے اور اس کی زندگی میں یہ پہلا موقع ہے کہ وہ مسجد میں تقریر کر رہا ہے۔ پھر وزیر زراعت نے تقریر کی اور بتایا کہ آج وہ کئی چرچوں، مندروں اور مساجد میں گئے مگر یہ پہلی جگہ ہے جہاں انہیں بولنے کے لئے دعوت دی گئی ہے۔ آخر میں خاکسار نے بتایا کہ آپ لوگوں نے یہ تو سن لیا ہے کہ ہمیں اپنے ملک کے لئے دعا کرنے کی ضرورت کیوں ہے؟ باقی یہ رہ گیا کہ دعا کیسے کرنی چاہیئے؟ پس دعا میں جذبہ اور جوش ہو اور مستقل مزاجی سے دعا کرتے چلے جائیں تو یقیناً اللہ تعالےٰ ناممکن کو ممکن سے بدل دیگا۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ، حضرت یونسؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔ اس کے بعد قرآن مجید میں سے (موقع کی موزونیت کے مطابق ۱۲ دعائیں جو سائیکلوسٹائل کرکے ہر ایک کو دی گئی تھیں دوہرائی گئیں۔ بالآخر ایک لمبی خاموش دعا میں سب شامل ہوئے۔ رخصت ہونے سے قبل آزادی کی مٹھائی سے سب کی تواضع کی گئی۔

(۵) ۱۱ مارچ کو ماریشس کے ایک کھلے میدان Champ de Mars میں سکول کے طلباء اور نوجوانوں کی Rally تھی۔ معززین کو نہایت سلیقہ سے جگہ دی گئی۔ ہزاروں بچے میدان میں اس طرح کھڑے تھے کہ ماریشس کا نقشہ بنا ہوا نظر آتا تھا۔ ماریشس کا نیا جھنڈا جو سرخ، نیلا، زرد اور سبز چار رنگوں کا ہے بچوں نے بڑی نفاست سے بنایا۔ نوجوانوں نے لاریوں پر جلوس نکالا جس میں ماریشس کی ۵۰۰ سالہ تاریخ کے مختلف ادوار کا نمونہ پیش کیا اور بتایا کہ کس طرح آزادی سے پہلے اکثر لوگ غلامی کی زندگی بسر کرتے تھے اور اب سب برابر ہو گئے۔ اس دن ہمیں بہت سے غیر ملکی مہمانوں سے ملنے کا اتفاق ہوا اور یہ ملاقاتیں بڑی دلچسپ رہیں۔

(۶) اب ۱۲ مارچ کا دن آن پہنچا جس کی انتظار شدت سے ہو رہی تھی۔ صبح سویرے گورنر جنرل اور وزراء نے حلف اٹھائے اور پھر شان دے مارس کے وسیع گھوڑ دوڑ کے میدان میں سب پہنچے۔ حاضرین کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ ٹھیک دس بجکر پچاس منٹ پر کارروائی شروع ہوئی۔ پولیس بینڈ اور پولیس کے دستوں کی مارچ پاسٹ ہوئی۔ پولیس کے موٹر سائیکلسٹ نے اپنے کرتب پیش کئے۔ ہیلی کاپٹر بھی آئے اور چند منٹ تک حاضرین کو محظوظ کیا۔ چینی، ہندوستانی اور کریول لوگوں نے بھی مظاہرے پیش کئے۔ آخر میں سوا بارہ بجے گورنر جنرل اور وزیراعظم تشریف لائے۔ برطانوی جھنڈا ۱۵۸ سال بعد سرنگوں کر دیا گیا اور اس کی جگہ ماریشس کا قومی جھنڈا لہرایا گیا۔ ۳۱ توپوں کی سلامی ہوئی اور مبارکباد دیتے ہوئے یہ شاندار جلسہ ختم ہوا۔ ہمیں بھی وزیراعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر جماعت کی طرف سے مبارکباد پیش کرنے کا موقع ملا۔ جس کے جواب میں وزیراعظم صاحب نے فرمایا "شکریہ بہت شکریہ"۔ ان کی اور غیر ملکی معززین سے سینکڑوں کی تعداد میں ملاقاتیں کرنے میں گذشتہ ڈیڑھ گھنٹہ

صرف ہوگیا۔

پریس کانفرنس اسی دن شام کو گورنمنٹ پریس منسٹر میں ہوئی جس میں وزیر اعظم صاحب نے اپنی جد وجہدِ آزادی اور آئیندہ حکومت کی وضاحت کی۔ اس میں بھی ہمارے احمدی نمائندے موجود تھے۔

دعوت خاص۔ اسی دن شام کو وزیر اعظم نے ملک کے بہترین باغ Pampalamusses Garden میں دعوت دی جس میں کم و بیش پانچ ہزار ملکی اور غیر ملکی معززین شامل ہوئے۔ یہ نظارہ بھی خوب تھا جس میں احمدی نمائندگان کو تبلیغ کا خوب موقع ملا۔

۱۳ مارچ کو اردو اکیڈیمی (جو خاکسار کی تحریک پر چند مقامی احباب نے قائم کی ہے) نے ایک مجلسِ مشاعرہ منعقد کی جس میں عوام کے علاوہ پاکستان کے ہائی کمشنر مکرمی مرزا رشید احمد صاحب بھی شامل ہوئے۔ خاکسار نے بھی اُردو کی اہمیت پر تقریر کی۔ اسی دن شام کو ہندوستان کے وزیر برائے امورِ خارجہ مسٹر بھگت صاحب کی دعوتِ استقبالیہ میں شمولیت کا موقع ملا جہاں مقامی اور غیر ملکی افسران اور عوام سے ملاقاتوں کا خوب موقع ملا۔ روس کے نمائندے سے بھی خوب بات چیت ہوئی۔ میں نے اُسے بتایا کہ ہم احمدیوں کو روس سے کیوں خاص محبت ہے؟ اسلئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں زار کے متعلق پوری ہو چکی ہیں اور اب روس میں احمدیت کی ترقی کی پیش خبری بھی جلد ہی پوری ہونے والی ہے مقامی محکمہ موسمیات کے یورپین آفیسر انچارج سے عید کے چاند کی رؤیت کے بارہ میں مفید اور دلچسپ گفتگو ہوئی۔

۱۴ مارچ کو بیرونی نمائندگان سے ملنے کیلئے ہمارا وفد اُن کی رہائش گاہ پر حاضر ہوا اور ہر ایک کی میز پر "اسلامی اصول کی فلاسفی" وغیرہ احمدیہ لٹریچر کو دیکھ کر ہمیں بھی خوشی ہوئی۔ انہیں جب پتہ چلا کہ یہ لٹریچر ہمارے مشن کی طرف سے تحفۃً پیش کیا گیا ہے تو وہ اَور بھی خوش ہوئے۔ (ہم نے ایک سو خوبصورت پارسل بنا کر ہر مہمان کو اُس کی رہائش گاہ پر پہنچا دیا تھا۔ ہر پارسل میں ہمارے اخبار Le Massage کا آزادی نمبر، خاص قرآن نمبر، اسلامی اصول کی فلاسفی، اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کا لنڈن والا خطاب تھے۔)

اسی دن شام کو الوداع کہنے کے لئے ہمارا وفد ہوائی اڈہ پر بھی موجود تھا۔ بیرونی نمائندگان اس سے بہت ہی متاثر ہوئے۔ اُن میں سے اکثر نے برملا اعتراف کیا کہ احمدیہ مسلم مشن نہ صرف ماریشس میں خوب کام کر رہا ہے بلکہ ان کے ملکوں میں بھی اسی طرح کام کر رہا ہے اور ملکی خدمات بجا لا رہا ہے۔ مثلاً نائیجیریا، گھانا، تنزانیہ، سیلون، فجی، گی آنا، ٹرینیڈاڈ، پاکستان، انڈیا۔ علاوہ ازیں روس، چین، جاپان، انگلستان، کینیا، ملاوی، زامبیا، گنی، سوازی لینڈ، چیکوسلواکیہ وغیرہ کے نمائندگان سے بھی تفصیلی ملاقاتیں کرنے کا موقعہ ملا۔ فجی کے نمائندہ مسٹر رام رکھا (M.L.C) کو دعوتِ طعام بھی دی گئی۔ وہ احبابِ جماعت سے مل کر بے حد خوش ہوئے اور بتایا کہ فجی کے احمدی ان کے گہرے دوست ہیں۔ مثلاً حاجی عبد القدوس صاحب د

نمائش میں شرکت ۔ مقامی یُوتھ فیڈریشن نے اس موقعہ پر نمائش کا انتظام کیا جس میں خدام الاحمدیہ اور لجنہ نے اپنے ممبروں کی بنی ہوئی چیزیں بھی بھجوائیں جو نمائش میں رکھی گئیں۔ اس موقعہ پر بھی خاکسار حاضر ہوا اور وزیر صحت اور دیگر افسران سے ملنے کا موقع ملا۔

تہنیت نامے ۔ وزیر اعظم کے نام بیرونی ممالک سے پہنچنے والی مبارکباد کی تاریں مقامی روزناموں میں شائع ہوئیں جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تار کے علاوہ کینیا احمدیہ مسلم مشن کی تار بھی شائع ہو چکی ہے —— قادیان اور تنزانیہ سے بھی تاریں ملیں۔

اخبار کا آزادی نمبر ۔ ہمارے اخبار Le Message کا آزادی نمبر سب سے پہلے شائع ہوا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تحریرات کی روشنی میں آزاد حکومت اور آزاد لوگوں کی ترقی کے بارہ میں اسلامی تعلیم پیش کی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص پیغام بھی شائع ہوا جو حضور نے اس موقع کے لئے بھجوایا تھا اور آنریبل ڈاکٹر سر سیوو ساگر رام غلام صاحب وزیر اعظم کا ایک خاص پیغام بھی شائع ہوا جو انہوں نے اس اخبار کے لئے بھجوایا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے :-

"مَیں خوشی سے احمدیہ ایسوسی ایشن آف ماریشس کو مبارکباد اور نیک تمنائیں پیش کرتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کے ممبران نے ماریشس کی ترقی اور بہتری کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔

مَیں نے یہ بھی خوشی کے ساتھ سُنا ہے کہ احمدیہ جماعت اپنے اخبار کا ایک خاص نمبر جشن آزادی کے موقع پر نکال رہی ہے۔"

(دستخط) رام غلام
وزیر اعظم۔ ۱۴ر مارچ ۱۹۶۸ء

حرفِ آخر ۔ جشن آزادی کے حالات پیش کرنے کے بعد اب خاکسار یہ بتانا چاہتا ہے کہ ہمارا خدا جو حیّ و قیّوم ہے اُس نے اِن سارے حالات کی خبر پہلے سے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کو دیدی تھی۔ مثلاً حضور نے اپریل ۱۹۶۶ء میں رؤیا دیکھی تھی کہ (۱) خاکسار یہاں پہنچا ہے (۲) بڑے زبردست انقلابات آئیں گے (۳) اور یہ انقلابات احمدیت کے لئے مفید ثابت ہونگے۔ پھر ۳۰ر جنوری ۱۹۶۶ء کو حضور کو الہام ہوا :-

"نشانِ فتح نمایاں ۔۔۔۔ برائے ما باشد"

اور حضور فرماتے ہیں کہ شاید یہ ماریشس کے متعلق ہو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ۱۹۶۶ء سے ہی بابرکت انقلابات آرہے ہیں۔ اس مختصر عرصہ میں خدام الاحمدیہ اور لجنہ کے شاندار کارناموں نے ملک میں احمدیت کی دھاک بٹھا دی ہے۔ قرآن پاک کی نمائش جو فروری ۱۹۶۶ء میں ہوئی اس نے جماعت کے تبلیغی کام کو گویا ہر گھر میں پھیلا دیا۔ پھر جنوری ۱۹۶۸ء میں تعلیم الاسلام احمدیہ کالج کے افتتاح نے محکمہ تعلیم کو خوب متاثر کیا کہ انہوں نے پہلے دو ماہ میں ہی ہائی سکول

ساتھ وہ حُسن سلوک کیا کہ دوسرے اداروں کے ساتھ سالوں میں بھی نہیں ہوتا۔ اسی دوران عیسائیت کی کھلم کھلا شکست ہوئی ایک پادری جو دُعا سے بیماروں کو اچھا کرنیکا مدعی تھا ہمارے چیلنج کی تاب نہ لاکر میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ۶۲-۱۹۶۱ء میں دارالسلام جیسی شاندار مسجد کی تکمیل کے بعد اب جماعت کو دو منزلہ مشن ہاؤس بنانے کی توفیق مل رہی ہے۔ ملکی لحاظ سے بھی انقلابات آئے اور آرہے ہیں جن کو ملک کی تاریخ میں اور بعض کو دنیا کی تاریخ میں یکتا قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً مئی ۱۹۶۶ء میں مقامی سیاسی مشکلات کا حل یہاں ہی برطانیہ کے وزیر مسٹر John Stonehouse نے کیا اور بتایا کہ اس قسم کا تصفیہ دنیا میں پہلی بار ہوا ہے کہ کسی ملک کی سیاسی گتھیوں کو اس ملک کی سرزمین میں ہی سلجھایا جائے۔ پھر گزشتہ سال ۲۰ر جولائی کو ماریشس کے تمام مذہبی لیڈروں نے ایک کانفرنس کو خطاب کیا اور دعاؤں میں شریک ہوئے۔ ایسا نظارہ ماریشس میں پہلی بار دیکھنے میں آیا اور شاید دنیا میں بھی پہلی بار ایسا ہوا ہو۔ پھر جنوری ۱۹۶۸ء میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان زبردست فسادات ہوئے جن کی نظیر یہاں کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ۱۲ر مارچ کو آزادی آئی حالانکہ ملک کے بڑ ۴۴ ووٹروں نے اس کے خلاف ووٹ دیا تھا۔ آزادی کے موقع پر ہر ملک میں عَلَم آزادی رات کے بارہ بجے لہرایا جاتا رہا مگر یہاں یہ دن کے بارہ بجے لہرایا گیا۔ پھر حکومت برطانیہ کی غلامی سے آزاد ہونیوالا یہ پہلا ملک ہے جہاں ملکہ کا کوئی نمائندہ نہ پہنچ سکا اور خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی رہنمائی میں ہم نے جشن آزادی کا پروگرام جنوری ۱۹۶۸ء کے پہلے ہفتہ میں مقامی اخباروں میں شائع کروا دیا تھا۔ مخالف پارٹی کے لوگوں نے اس پر طعنے کسے مگر جنوری کے فسادات وغیرہ نے انہیں بھی مجبور کر دیا کہ وہ بھی اپنی طرف سے جشن آزادی کا پروگرام بنائیں۔ گویا خوب ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر ایک دفعہ پھر پورا ہوا ؎

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

ادھر اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے پروگرام کی وجہ سے نہ صرف ہندوؤں کی حمایت دلوا دی بلکہ مسلمانوں کی رہنمائی کرنے کا موقع ملا اور عیسائی چرچوں کو باوجود مخالفت کے ہمارے پیچھے آنا پڑا اور ہر سہ طبقات کے عوام و خواص میں احمدیت کا وقار بڑھا۔ پھر غیر ملکی نمائندوں کو اتنی کثرت سے پہلی بار ملنے اور مؤثر رنگ میں تبلیغ کرنیکا موقع ملا۔ ایسا موقع مجھ جیسے عاجز اور بے کس انسان کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتا تھا اور نہ ہی ماریشس جیسے چھوٹے سے جزیرہ میں اسکی توقع ہو سکتی تھی۔ ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صداقت کو چار چاند لگانے کیلئے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آئندہ بھی ایسے حالات پیدا کرے اور ہمیں ایسا کام کرنیکی توفیق دے کہ حضور کی خواہیں اور الہامات پہلے سے بڑھ کر پوری شان سے پورے ہوں اور یہ لوگ بھی خدا کی شان کو دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں سے بہرہ ور ہوں۔ آمین +

ایک خواہش

(خواجہ عبدالمؤمن صاحب مومن ربوہ)

اپنا حسین جلوۂ اُلفت دکھا مجھے
جی بھر کے اپنے عشق کی مے بھی پلا مجھے

سینے میں میرے اپنی محبّت کو گاڑ دے
لطف و کرم کی گود میں مولا بٹھا مجھے

جینا ترے بغیر ہے بے لطف اے حبیب
مجھ کو چھڑا گناہ سے اپنا بنا مجھے

جنت بھی ہو نصیب مجھے اے مرے خدا
حاصل ہو اس جہاں میں بھی تیری لقا مجھے

مومن کے دل میں ایک ہی خواہش ہے موجزن
مل جائے تیرے لطف سے تیری رضا مجھے

محترم مہاشہ محمد عمر صاحب کا افسوسناک انتقال

۲ ستمبر ۱۹۶۶ء کو مربی سلسلہ احمدیہ، ہندی کے ہائی فاضل اور مناظر اسلام محترم مہاشہ محمد عمر صاحب کا حرکت قلب بند ہونے سے اچانک انتقال ہو گیا۔ آپ ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے گوروکل میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آغاز جوانی میں ہی مرکز سلسلہ قادیان میں آکر مشرف باسلام ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو یہ سعادت بخشی کہ آپ نے علوم دینیہ حاصل کئے اور پنجاب یونیورسٹی سے ادیب فاضل کی بھی ڈگری حاصل کی۔ ہندی زبان میں بھی آپ کو مہارت حاصل تھی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد محترم مہاشہ صاحب نے زندگی وقف کر کے خدمت دین کو اپنا شعار بنایا اور اکسٹھ سال کی عمر تک پورے انہماک کے ساتھ یہ خدمت سرانجام دی۔ جب متحدہ ہندوستان میں آریہ سماج سے مناظرات کی گہما گہمی جاری تھی مہاشہ صاحب نے بھرپور طور پر اپنا فریضہ ادا کیا۔ جزاہ اللہ خیرا لجزاء۔

آپ ایک ہنس مکھ اور وفا شعار دوست تھے اور سفر میں ایک بہترین ساتھی تھے۔ مجھے بارہا ان کے ساتھ سفر کرنے کا موقعہ ملا ہے اور وہ بہت سے مناظرات میں بھی میرے ساتھ ہوتے تھے۔ ان کی وفات سے ایک خاصہ خلا پیدا ہو گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے اہل و عیال کا خود حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

؎ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

(ابوالعطاء)

اسلام اور عیسائیت میں پانچ فرق

(جناب مولانا غلام احمد صاحب فاضل بدّو ملہوی)

پہلا فرق

قرآن کریم اور انجیل یعنی یسوع مسیح کے کلماتِ منقولہ کی بنا پر پہلا فرق یہ ہے کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے اور عیسائیت مختص القوم والملک مذہب تھا۔

مثلاً فرمایا:۔

۱۔ تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۝

۲۔ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔

۳۔ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ

۴۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

۵۔ آنحضرتؐ کے ارشادات:۔

(الف) بُعِثْتُ اِلَی الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ۔

(ب) بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً وَكَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً۔

جناب یسوع مسیح کا دعویٰ تھا کہ:۔

(الف) "میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کی طرف نہیں بھیجا گیا۔" (متی ۱۵/۲۴)

(ب) "یہ نہ سمجھو کہ میں توراۃ یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔" (متی)

(ج) حواریوں کو فرمایا:۔ "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔"

یسوع مسیح سے قبل ہی نبی کی معرفت کہا گیا تھا:۔

"اے بیت اللحم یہوداہ کے علاقے تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں ہے کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا۔"

خدا کے فرشتہ نے کہا:۔

"اٹھ اس بچے اور اس کی ماں کو لیکر اسرائیل کے ملک میں چلا جا۔"

دوسرا فرق

"اسلام" نام خدا تعالیٰ نے "دینِ محمدؐ" کا رکھا ہے یعنی وہ شریعت اور وہ مذہب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس کا نام آپؐ نے خود نہیں رکھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کا نام اسلام رکھا

(الف) رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔

(ب) وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ۔

(ج) اُدْخُلُوْا فِی السّلمِ کَآفَّةً

ایسے ہی اس مذہب کے ماننے والوں کا نام "مُسلم" یا "مُسلمون" رکھا تو یہ بھی خدا تعالیٰ نے رکھا۔ مثلاً هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ اسکے مقابل پر عیسائیت کا نام عیسائیوں نے خود رکھا ہے۔

تیسرا فرق

مذہب اسلام کی بنیاد قرآن کریم پر ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا قول ہے۔ مسلمان اُسے خدا کا کلام یقین کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا مثلاً:۔

(۱) تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ

(۲) قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ۔

جبکہ عیسائیت کی بنیاد اناجیل اربعہ، اعمال الرسل اور مکاتیب رسل پر ہے جو نہ الہام ہے نہ خدا کا کلام۔ بلکہ اناجیل تو یسوع مسیح کے سفروں، تبلیغی سفروں اور تبلیغی کلام کا مجموعہ ہے جو کافی عرصہ بعد جمع کیا گیا سُن سُنا کر۔ اور اعمال ان کے حواریوں کے کام کاج کا تذکرہ۔

چوتھا فرق

اسلام کا دعویٰ ہے کہ میں کامل دین ہوں۔ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ اسلام کا دعویٰ ہے کہ میں انسان کی اقتصادی، سیاسی، معاشرتی، دینی و دنیاوی تمام ضرورتوں میں کامل رہنما ہوں اور تعلیمات روحانیہ بلکہ دنیاوی نشیب و فراز، زندگی کے تمام شعبوں میں کامل ہدایت نامہ ہوں۔ مثلاً فرمایا:۔

(۱) وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ اِلَیْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا

(۲) وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

(۳) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ۔

عیسائیت کی بنیاد اگر توراۃ پر بھی قرار دی جائے تو وہ بھی کامل شریعت ہونے کی مدعی نہیں۔ قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ وہ نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یعنی کچھ حصہ شریعت کا تھی کامل شریعت نہ تھی۔

پانچواں فرق

اسلام کی کتاب قرآن کریم کے بارے میں خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ محفوظ رہے گی۔ اس میں قیامت تک کوئی تبدیلی نہ ہوگی کبھی بھی تا قیامت کوئی باطل اس کے قریب نہ پھٹکے گا۔ فرمایا:۔

(۱) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

(۲) وَهٰذَا الْكِتَابُ عَزِيْزٌ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ۔

لیکن اس کے مقابل پر توراۃ کی حفاظت کا کوئی وعدہ نہیں اور نہ وہ محفوظ رہی اسلئے کہ اس کی حفاظت یہودیوں کے سپرد کی گئی تھی۔ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ (مائدہ ع) اور انہوں نے اپنی کتاب کا جو حال کیا وہ قرآن کریم کے نزول کے وقت یہ تھا جو خدا تعالیٰ نے فرمایا (الف) تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا (انعام ع)۔ (ب) يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (بقرہ ع)۔

اور قرآن کریم کے نزول کے بعد ان کتابوں کا یہ حشر ہوا کہ ہر سال یا ہر طباعت پر انہیں بدلتے رہے۔ آج بھی اس کے بیسیوں نہیں سینکڑوں نسخے موجود ہیں۔ الفاظ اور فقرات کی تبدیلی ہو گئی۔ بعض آیات نکال دی گئیں بعض زائد کر دی گئیں بعض باب کے باب زائد کر دیئے گئے۔ خلافِ عقل و نقل باتیں ان میں درج کی گئیں۔ گویا اپنی مذہبی کتاب کو بازیچۂ اطفال قرار دے رکھا ہے ٭

کیا موجودہ بائیبل الہامی ہے؟

انجیل متی کے پہلے باب پر ایک نظر!

(جناب مولوی سید احمد علی صاحب فاضل سیالکوٹی۔)

عیسائی حضرات موجودہ بائیبل کو الہامی بتاتے ہیں حالانکہ اس کتاب کے الہامی ہونے کا خود کتاب میں کوئی دعویٰ نہیں۔ اور اگر اناجیل الہامی ہوتیں تو لوقا کی انجیل کا مصنف یہ نہ لکھتا کہ:۔

"میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے انہیں تیرے لئے ترتیب سے لکھوں۔" (لوقا $\frac{۱}{۳}$)

صاف ظاہر ہے کہ اگر یہ کلام الہامی تھا تو "دریافت کر کے" لکھنا کیا معنی؟ اور اگر "دریافت کر کے" لکھا ہے تو یہ الہامی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بائیبل کا ہر ایک صفحہ پکار پکار کر بتا رہا ہے کہ یہ کتاب الہامی نہیں ورنہ الہامی کتابیں اس قدر اغلاط اور خلاف واقعہ امور ہرگز نہ ہوتے۔ ذیل میں ہم صرف انجیل متی کے پہلے باب پر نظر کرتے ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) عنوان میں تو لکھا ہے "یسوع مسیح کا نسبنامہ" مگر آگے "نسبنامہ" حضرت مریم کے شوہر یوسف کا درج کیا گیا ہے جو کہ حضرت مسیحؑ کا باپ نہ تھا۔ اگر یوسف واقعی حضرت مسیحؑ کا باپ تھا تو عیسوی عقیدہ ابنیت اور الوہیت مسیح باطل قرار پایا۔ اور اگر مسیح بغیر باپ کے تھا تو متی کا ذکر کردہ مندرجہ "نسبنامہ" غلط ٹھہرا۔

(۲) انجیل متی میں حضرت مسیحؑ کو "ابن داؤد" بتایا گیا ہے مگر مسیح اس سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "جب داؤد اس (یسوع) کو خداوند کہتا ہے تو وہ اس کا بیٹا کیونکر ٹھہرا؟" (متی $\frac{۲۲}{۴۵}$)

(۳) عیسائی حضرت مسیحؑ کی "الوہیت" کے قائل ہیں اور پھر اس کا "نسبنامہ" بھی درج کرتے ہیں۔ خط عبرانی $\frac{۷}{۳}$ میں حضرت مسیحؑ کو "ملک صدق" کے "مشابہ" لکھا ہے جو بقول عبرانی $\frac{۷}{۳}$ نہ صرف "بے باپ" بلکہ "بے نسبنامہ" بھی تھا۔ سو جب ملک صدق باوجود انسان ہونے کے "بے نسبنامہ" تھا تو "کامل الوہیت" کے حامل یسوع مسیح کا "نسبنامہ" کیونکر درست اور جائز ہو سکتا ہے؟

(۴) متی $\frac{۱۷}{۱}$ میں تین قسم کی ۱۴-۱۴-۱۴ پشتیں لکھی ہیں جو کہ کل ۴۲ عدد بنتی ہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ تیسری قسم

میں یسوع مسیح کو ملا کر بھی ۱۳ پشت بنتی ہیں اور کل ۴۱ پشت ثابت ہوتی ہیں نہ کہ ۴۲۔

(۵) متی ۱/۱ تا ۱۱ میں حضرت سلیمانؑ سے یکونیا تک ۱۴ پشت لکھی ہیں جو کہ خلافِ واقعہ اور سراسر غلط ہے کیونکہ ا۔ تواریخ باب ۳ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ۱۴ نہیں بلکہ ۱۸ پشت بنتی ہیں۔

(۶) متی ۱/۸ میں "یورام سے عزیاہ پیدا" ہونا بتایا گیا ہے جو کہ بالکل غلط ہے کیونکہ ا۔ تواریخ ۳/۱۱ میں لکھا ہے کہ "یورام" کا بیٹا "اخزیاہ" تھا نہ کہ "عزیاہ"۔

(۷) متی ۱/۸ میں مندرجہ نسبنامہ اسلئے بھی غلط ہے کہ ا۔ تواریخ ۳/۱۱ میں لکھا ہے کہ "یورام اس کا بیٹا اخزیاہ۔ اس کا بیٹا یوآس اور اس کا بیٹا امصیاہ اور اس کا بیٹا عزیاہ" تھا۔ مگر متی صاحب نے اس میں سے تین پشت کو ہی حذف کر دیا ہے۔ تاہم اگر متی کا نسبنامہ صحیح ہے تو تواریخ کا نسبنامہ غلط اور غیر الہامی ہے۔ اور اگر وہ صحیح ہے تو متی کا غلط اور غیر الہامی ہے۔

(۸) متی ۱/۱۱ میں لکھا ہے کہ "یوسیاہ سے یکونیا اور اس کے بھائی پیدا ہوئے" حالانکہ ا۔ تواریخ ۳/۱۶ سے پتہ لگتا ہے کہ یکونیا اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا اور پُرانے عہد نامہ سے اس کا کوئی بھائی ثابت نہیں۔

(۹) متی ۱/۱۱ میں یکونیا کو یوسیاہ کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ یوسیاہ کے بیٹے کا نام "یہویقیم" تھا اور "یکونیا" اس کا پوتا تھا۔ (دیکھیں ا۔ تواریخ ۳/۱۶)

(۱۰) متی ۱/۱۲ میں "زربابل" کو "سیالتی ایل" کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ یہ اس کے بیٹوں میں سے کسی کا نام ہی نہ تھا اور "زربابل" کے باپ کا نام "فدایاہ" تھا" (دیکھیں ا۔ تواریخ ۳/۱۹)

(۱۱) متی ۱/۱۲ "سیالتی ایل" کا باپ "یکونیا" کو بتاتا ہے لیکن لوقا ۳/۲۷ اس کے باپ کا نام "نیری" بتاتا ہے۔ اب معلوم نہیں کہ دونوں کے بیانوں میں سے کس کا بیان الہامی اور کونسا انسانی کلام ہے؟

(۱۲) متی ۱/۱۱ میں "سیالتی ایل" کے دادا کا نام "یوسیاہ" بتایا گیا ہے مگر لوقا ۳/۲۸-۳۱ اس کا نام "ملکی" ظاہر کر کے اس سلسلہ نسب کو "ناتان" سے ملاتا ہے جو کہ حضرت سلیمانؑ کے بھائی تھے (دیکھیں ا۔ تواریخ ۳/۵)۔ اس طریق سے متی تو یسوع مسیح کو نسلِ سلیمانؑ ثابت کرنا چاہتا ہے مگر لوقا کا مصنف اس کی سختی سے تردید کر رہا ہے۔

(۱۳) متی ۱/۱۱ "یوسیاہ سے یکونیا" کا پیدا ہونا لکھا ہے حالانکہ ا۔ تواریخ ۳/۱۶ سے ظاہر ہے کہ "یوسیاہ سے یہویقیم اور یہویقیم سے یکونیا" پیدا ہوا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ متی صاحب نے نسبنامہ میں سے "یہویقیم" کا نام عمداً حذف کیا ہے کیونکہ "یہویقیم" کا نام یسوع مسیح کو تختِ داؤد کی وراثت سے محروم کرتا تھا اور حضرت مریم کو فرشتے نے جو یہ

بشارت اس کے بیٹے یسوع کی نسبت دی تھی
کہ "خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے
دے گا۔" (لوقا ۱/۳۲) "یہویقیم" کا نام اس
بشارت کو غلط ٹھہراتا تھا کیونکہ یرمیاہ نبی کی
پیشگوئی میں کہا گیا تھا کہ
(الف) "یہویقیم" کی بابت خداوند یوں فرماتا
ہے کہ اس کی نسل میں سے کوئی نہ رہیگا
جو داؤد کے تخت پر بیٹھے۔" (یرمیاہ ۳۶/۳۰)
(ب) "اس کی اولاد میں سے کوئی ایسا اقبالمند
نہ ہوگا کہ داؤد کے تخت پر بیٹھے۔"
(یرمیاہ ۲۲/۳۰)
سو اس پیشگوئی پر پردہ ڈال کر یسوع مسیح کو تخت
داؤد پر بٹھانے کی غرض سے متی صاحب نے
نسبنامہ میں سے "یہویقیم" کا نام بھی حذف کر دیا۔
(۱۴) متی ۱/۱۶ یوسف کے باپ کا نام "یعقوب" بتاتا
ہے جبکہ لوقا ۳/۲۳ یوسف کے باپ کا نام "عیلی"
لکھتا ہے۔ خدا جانے کہ دونوں میں سے کونسا نام
الہامی اور کونسا اختراعی ہے؟
(۱۵) متی باب اول میں ابراہیمؑ سے مسیحؑ تک ۴۱ پشت
درج کر کے ان کو ۴۲ ظاہر کرتا ہے لیکن لوقا باب ۳
میں حضرت ابراہیمؑ سے لیکر حضرت مسیحؑ تک ۵۶
پشت کا اندراج کرتا ہے اور پھر بھی ہر دو
اناجیل الہامی تصور کی جاتی ہیں۔
(۱۶) متی ۱/۲۲ لکھتا ہے کہ :"یہ سب کچھ اسلئے ہوا کہ
جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہو کہ
دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی
اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے۔" انجیل کے حاشیہ
نویس اس کو یسعیاہ ۷/۱۴ کا مصداق ثابت کرنا چاہتے
ہیں حالانکہ :۔
(الف) یسعیاہ ۷/۱۴ میں لفظ "رکھے گی" ہے نہ کہ
"رکھیں گے" جو خود تحریف کا ثبوت ہے۔
(ب) اگر مسیح کا نام "عمانوایل" ان کی ماں مریم نے
رکھا جیسا کہ یسعیاہ کی پیشگوئی میں ہے تو
بارِ ثبوت عیسائی حضرات کے ذمہ ہے۔
(ج) اور اگر مسیح کا نام "عمانوایل" لوگوں نے
رکھا جیسا کہ متی کی عبارت میں تحریف کر کے
ظاہر کرنا چاہا ہے تو وہ اسی کا ثبوت
دے دیں۔
(د) واقعات کے رُو سے بھی مسیحؑ "عمانوایل"
کی پیشگوئی کے قطعاً مصداق نہیں ہو سکتے۔
کیونکہ اس کا ترجمہ "خدا ہمارے ساتھ"
بتایا گیا ہے مگر واقعۂ صلیب میں حضرت مسیح
خود یہ اقرار کرتے ہیں کہ خدا ان کے ساتھ نہ تھا
چنانچہ انہوں نے چلا چلا کر کہا کہ "ایلی ایلی لما
سبقتنی۔ یعنی اے میرے خدا۔ اے میرے
خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" (متی ۲۷/۴۶)
(ھ) دراصل جس لفظ کے معنی "کنواری" لکھا ہے وہ
عبرانی میں لفظ "ہا علمہ" ہے جس کے معنی عربی
میں "فتاۃ" کے ہیں اور یہ لفظ بائیبل کے
دیگر مقامات میں بھی آیا ہے جس کے معنی وہاں

خود عیسائی حضرات نے بھی "جوان عورت"، "جوان لڑکی"، "دلہن" اور کہیں "کنواری" اور عربی میں "فتاۃ" کہے ہیں۔ مثلاً پیدائش ۲۴/۴۳، زبور ۶۸/۲۵، امثال ۳۰/۱۹، یوایل ۱/۸ بلکہ یسعیاہ ۷/۱۴ کا ترجمہ بھی بعض بائیبلوں کے حاشیہ میں "جوان لڑکی" لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو آر دو ریفرنس بائیبل ۱۹۵۱ء وغیرہ)

اصل بات یہ ہے کہ یسعیاہ ۷/۱۴ میں سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اس عظیم الشان فرزند جلیل اور افضل الرسل نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خبر دی گئی ہے جن کی زندگی کا ہر لحہ اور ہر لحظہ معیّتِ ایزدی اور تائید و نصرت باری تعالیٰ سے مشرف رہا اور جنہوں نے اپنے یارِ غار حضرت ابوبکرؓ کو بھی نہایت نازک موقع پر تسلی دلائی کہ

"لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ فکر اور غم مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔" (سورۃ التوبہ ع ۶)

اور یہی لفظ "عمانوایل" جس کا ترجمہ "خدا ہمارے ساتھ ہے" میں خبر دی گئی تھی مگر جناب مسیح کو خود یہ اقرار و تسلیم ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ نہ تھا بلکہ خدا نے ان کو چھوڑ دیا تھا۔ (متی ۲۷/۴۶، مرقس ۱۵/۳۴)۔ اور عیسائی خود بھی عملی طور پر یسوع مسیح کو یہود کا کشتہ، مصلوب اور لعنتی یقین کرتے ہیں۔ (گلتی ۳/۱۳) برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے اگرچہ مشرکین اور یہود و نصاریٰ نے ہزار کوشش کیں مگر چونکہ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ تھا اس نے آپ کو قتل سے پیشگوئیوں کے مطابق محفوظ رکھا۔ وذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

غرضیکہ موجودہ بائیبل (عہد نامہ قدیم و جدید) قطعاً الہامی قرار نہیں دی جا سکتی جس کے ثبوت کیلئے ہم نے ایک انجیل یعنی متی کے بھی صرف پہلے باب میں سے بطور نمونہ سولہ مثالیں دی ہیں۔ ورنہ اسی باب میں خصوصاً "نسبنامہ" میں اور بھی کئی امور ایسے ہیں جن کا اظہار موجودہ بائیبل کو محض انسانی کلام اور غیر الہامی ثابت کر رہا ہے +

ضلع تھرپارکر (سندھ) سے ایک طالب علم کا خط

"احقر کا دینی مولوی عالموں سے بہت رابطہ ہے۔ حال میں ایک دوست احمدی مبلغ نے رسالہ "الفرقان" برائے مطالعہ دیا۔ پورا پڑھنے کے بعد دل و دماغ پر بہت اچھا ہوا۔ بار بار پڑھنے پر دل نے مائل کیا اور یہ بھی قلب نے بہت چاہا کہ اگر ایسا رسالہ جاری کرا کے اور تازہ تازہ مطالعہ کیا جائے تو تعلیمی و تبلیغی لحاظ سے بہت کارآمد ہوگا اور آئندہ جلد بندی کر کے اور دارالمطالعہ کا شنگار کر کے رکھا جائے گا انشاء اللہ۔

اسلئے میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں کہ رسالہ "الفرقان" احقر کے نام جاری کر دیں کسی فنڈ سے کیونکہ بندہ چندہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ امید ہے کہ بندہ کی حالت زار کو دیکھتے ہوئے فوری جاری رسالہ کیا جائے گا۔

بندہ۔ م۔ ل

تردیدِ الوہیتِ مسیح پر ایک دلیل

(از مکرم مولوی گُل محمد صاحب معلّم وقفِ جدید)

حضرت مسیحؑ کی خدائی کے تورات، قرآن کریم اور عقل تینوں مکذب ہیں۔ عیسائی لوگ اپنے عقیدہ کی اصل بنیاد کو نظر انداز کر کے اور اور باتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ کُل دنیا اور کُل انسان جو آسمان کے نیچے ہیں ابنِ مریم کو ہی خدا سمجھ لیں اور اسی کو اپنا معبود اور منجّی جان لیں۔ ہر ایک عیسائی مشنری یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جس کی نسبت توریت میں اب تک صحیح تعلیم موجود ہے اس کو باطل کر کے ابنِ مریم کو خدائی کا تخت دیا جائے اور ہر قوم کے مُنہ سے یہی آواز نکلے کہ یسوع مسیح خداوندوں کا خدا ہے۔ اور یہ صرف مشنریوں کی آواز ہی نہیں بلکہ یسوع کو خدا بنانے کے لئے جس قدر روپیہ صرف کیا گیا ہے دنیا کی ابتداء سے آج تک اسکی نظیر موجود نہیں لیکن خود انجیل کو بنظرِ غور پڑھنے سے ایک دانا اور عقلمند انسان پر یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ عیسائیوں کا الوہیتِ مسیح کا عقیدہ آج سے تقریباً دو ہزار سال پہلے کسی عام انسان کی نظر میں بھی کوئی وقعت اور حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ درحقیقت اُس وقت تو یہ عقیدہ تھا ہی نہیں۔ کوئی یہ خیال بھی نہ کر سکتا تھا کہ کسی وقت مسیحؑ کے پیرو کہلانے والے مسیحؑ کے پیرو کہلا کر اس طرح اس کی تعلیمات سے بغاوت کریں گے۔

جب ہم بائیبل کی رُو سے الٰہی صفات اور حضرت مسیحؑ کی صفات کا موازنہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صرف ایک انسان رسول تھے نہ کہ خدا۔

(۱) زبور ۶۵/۲ میں لکھا ہے کہ "خدا دُعا کا سُننے والا ہے"۔ یسوع مسیح کے بارے میں لوقا ۶/۱۲ میں لکھا ہے کہ "اُن دنوں میں ایسا ہوا کہ وہ پہاڑ پر دُعا مانگنے کو گیا اور خدا سے دُعا مانگنے میں رات گزاری"۔ پھر عبرانیوں ۵/۷ میں لکھا ہے "اس نے بشریت کے دنوں میں بہت رو رو کر اور آنسو بہا بہا کر دُعائیں اور منّتیں کیں۔ اور خدا ترسی کے سبب سے اُس کی سُنی گئی"۔ یہ آیت تردیدِ الوہیتِ مسیحؑ پر ایک قاطع بُرہان ہے

(۲) زبور ۳۴/۲۲ میں لکھا ہے "خداوند اپنے بندوں کی جانوں کو مخلصی دیتا ہے"۔ مگر یسوع مسیح کے متعلق متی ۲۶/۳۶ تا ۴۴ میں لکھا ہے کہ "اس وقت مسیح اُن کے ساتھ گتسمنی نام باغ میں آیا اور اپنے شاگردوں سے کہا۔ یہیں بیٹھے رہنا جب تک میں وہاں جا کر دعا مانگوں۔ پھر ذرا آگے

بڑھا اور مُنہ کے بل گر کر یوں دُعا مانگی ۔ اے میرے باپ! اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے ۔ تو بھی نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تُو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔ پھر شاگردوں کے پاس آکر ..... کہا ..... جاگو اور دعا مانگو تا آزمائش میں نہ پڑو۔"

اگر مسیح دُعاؤں کا سُننے والا تھا اور کامل خدا تھا تو کیا وجہ کہ اس کو کامل خدا کی طرف احتیاج پڑی عقلمند انسان اسی حوالہ سے الوہیت مسیح کا اندازہ لگالیں

(۴) استثناء ۳۱/۶ میں لکھا ہے "خدا وند تیرا خدا وہی جو تیرے ساتھ جاتا ہے اور تجھ سے غافل نہ ہوگا اور تجھ کو نہ چھوڑے گا۔"

یسوع مسیح کی صفات میں مرقس ۱۴/۳۴-۳۵ میں ہے کہ اس نے "اُن سے کہا کہ میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو اور وہ تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کر دُعا کرنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ پر سے ٹل جائے۔"

پھر متی ۲۷/۴۶ میں لکھا ہے کہ "یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا ایلی۔ ایلی لما سبقتنی؟ یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

اِن بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ نے انتہائی زاری اور بے قراری سے آخر دم تک دُعا کی۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت مسیح خدا تعالیٰ کی طرف سے راستباز نبی تھے اسلئے آپؑ نے خدا تعالیٰ کے حضور دُعائیں کیں اور پھر وہ دُعائیں قبول ہوئیں اور ضرور قبول ہوئیں۔ خدا تو وہ ہو سکتا ہے جو دُعاؤں کا سُننے والا ہے اور حضرت مسیح تو دُعائیں کرنے والے تھے۔ پس وہ ہرگز خدا نہیں ہو سکتے بلکہ وہ ایک انسان رسول تھے ✦

مبلغ جرمنی مولوی بشیر احمد صاحب شمس کا گرامی نامہ

ہمبرگ
۹ ظہور ۱۳۴۷ ہش

استاذی المکرم محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جس رنگ میں آپکو خدمتِ سلسلہ کی توفیق دی ہے قابلِ رشک ہے، آپکی مساعی جلیلہ پر غور کر کے آپکے لئے دل کی گہرائیوں سے دعا نکلتی ہے حقیقت یہی ہے کہ اِس زمانہ میں خدمتِ اسلام جیسی نعمت کا میسّر آجانا خداوند کے فضلوں میں سے ایک خاص فضل ہے جس کا ایک وافر حصہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔

آپکا رسالہ الفرقان ایک لمبے عرصہ سے خاکسار کے زیرِ مطالعہ چلا آرہا ہے اگر کبھی اس کی رسید گی میں تاخیر ہو جاتی تو بے چینی پیدا ہونے لگتی ہے آج رات مجھے اسکی اعانت کی خاص تحریک ہوئی ہے لہذا خاکسار آپکی خدمت میں پچیس پاؤنڈ کا چیک ارسال کر رہا ہے۔"

الفرقان۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محترم مولوی صاحب کو کامل شفا بخشے اور مزید خدماتِ دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ✦

شذرات

۱۔ مولوی مودودی صاحب اور جمہوریت

جناب مولوی مودودی صاحب قیام پاکستان سے پہلے لکھتے ہیں:۔
(الف) "مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے لئے اس مسئلہ میں بھی کوئی دلچسپی نہیں کہ ہندوستان میں جہاں مسلمان کثیر التعداد ہیں وہاں ان کی حکومت قائم ہو جائے۔ میرے نزدیک جو سوال سب سے اقدم ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے اس پاکستان میں نظام حکومت کی اساس خدا کی حاکمیت پر رکھی جائے گی یا مغربی نظریۂ جمہوریت کے مطابق عوام کی حاکمیت پر؟ اگر پہلی صورت ہے تو یہ یقیناً پاکستان ہوگا ورنہ بصورت دیگر یہ ویسا ہی "ناپاکستان" ہوگا جیسا ملک کا وہ حصہ ہوگا جہاں آپ کی اسکیم کے مطابق غیر مسلم حکومت کریں گے بلکہ خدا کی نگاہ میں یہ اس سے زیادہ ناپاک اس سے زیادہ مبغوض و ملعون ہوگا کیونکہ یہاں پر اپنے آپکو مسلمان کہنے والے وہ کام کریں گے جو غیر مسلم کرتے ہیں۔ اگر میں اس بات پر خوش ہوں کہ یہاں رام داس کی بجائے عبداللہ خدائی کے منصب پر بیٹھے گا تو یہ اسلام نہیں ہے بلکہ نرا نیشنلزم ہے اور یہ مسلم نیشنلزم بھی خدا کی شریعت میں اتنا ہی ملعون ہے جتنا ہندوستانی نیشنلزم"۔
(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم طبع اول مؤلفہ سید ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ ۹۳)

(ب) "اگر آزادی کی یہ ساری لڑائی صرف اسلئے ہے ... کہ امپیریلزم کے الٰہ کو ہٹا کر ڈیموکریسی کے الٰہ کو بت خانہ حکومت میں جلوہ افروز کیا جائے تو مسلمان کے نزدیک درحقیقت اس سے کوئی فرق بھی واقع نہیں ہوتا۔ لات گیا منات آگیا۔ ایک جھوٹے خدا نے دوسرے جھوٹے خدا کی جگہ لے لی۔ باطل کی بندگی جیسی تھی ویسی ہی رہی۔ کون مسلمان اس کو آزادی کے لفظ سے تعبیر کر سکتا ہے!" (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۹)

(ج) "جمہوری انتخاب کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے دودھ کو ملو کر مکھن نکالا جاتا ہے۔ اگر دودھ زہریلا ہو تو اس سے جو مکھن نکلیگا قدرتی بات ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ زہریلا ہوگا۔ اسی طرح سوسائٹی اگر بگڑی ہوئی ہو تو اسکے ووٹوں سے وہی لوگ منتخب ہو کر برسر اقتدار آئیں گے جو اس سوسائٹی کی خواہشات نفس سے

سند قبولیت حاصل کر سکیں گے۔ پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت الٰہی قائم ہو جائے گی اُن کا گمان غلط ہے۔ در اصل اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔ اس کا نام حکومت الٰہی رکھنا اس پاک نام کو ذلیل کرنا ہے۔" (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۳۲)

جناب مودودی صاحب قیام پاکستان کے بعد فرماتے ہیں:۔

"ایک ایسی جماعت جس کا نصب العین اسلامی نظام کا قیام ہے وہ دوسری جماعتوں کے ساتھ محض اسلئے اشتراک کر رہی ہے کہ یہاں جمہوریت بحال کی جاسکے۔ ہمارے نزدیک اس کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے کسی قوم کے لئے ہوا اور پانی کی ضرورت ہے۔ دوسری جماعتیں تو مسلمان ہیں اگر یہاں غیر مسلم بھی ہوتے تو ہم ان سے بھی بحالئ جمہوریت کے لئے اتحاد کرنے سے دریغ نہ کرتے ... آپ حضرات یہ سمجھ لیجئے کہ یہاں اسلام نافذ ہو سکتا ہے تو جمہوریت کے ذریعہ ہی سے ہو سکتا ہے۔" (ماہنامہ تجلی دیوبند جولائی و اگست ۱۹۶۸ء صفحہ ۸)

الفرقان۔ کیا جناب مودودی صاحب کی اس تضاد بیانی کی کوئی حل پیش کیا جاسکتا ہے؟ آج "بحالئ جمہوریت" کے حصول کے لئے آپ غیر مسلموں سے اتحاد کے لئے بھی تیار ہیں مگر قیام پاکستان کی جدوجہد میں آپ مسلمانوں کا ساتھ دینے کے بھی روادار نہ تھے۔

۲۔ فلم خانۂ خدا اور شیعہ رسالہ معارف اسلام

محترم مدیر معارفِ اسلام لاہور لکھتے ہیں:۔

"اس فلم کے متعلق جو اشتہار اردو و انگریزی اخبارات میں شائع ہو رہا ہے اس میں یہ الفاظ خاص طور پر مخالفین فلم خانۂ خدا کے لئے توجہ طلب ہیں" حکومت سعودی عرب کی اجازت اور تعاون کے ساتھ تیار کی جانے والی پہلی رنگین فلم"... قابلِ غور امر یہ ہے کہ فلم خانۂ خدا کی مخالفت کرنے والے حکومت سعودی عرب کو جب پاسبانِ کعبہ اور محافظ حرمین شریفین اور محافظِ دین و ایمان سمجھتے اور لکھتے ہیں اور شب و روز اس کی اسلام پروری اور دین نوازی کے قصے بیان کرتے ہیں تو پھر اس فلم پر اعتراض یعنی چہ؟ ... ابھی کل ہی کی بات ہے کہ مملکت سعودیہ کے ایک بڑے مدرسہ کے طلباء نے جنگ بدر کا ڈرامہ کھیلا جس میں اصحابِ رسولؐ کے کردار پیش کئے گئے... ہمیں تو حقیقت یہی دکھائی دیتی ہے کہ چونکہ اس فلم میں کئی مقامات پر اہلبیت اطہار کے مآثر مقدسہ دکھائے گئے ہیں

اور خاص طور پر اہلبیت اور امہات اور صحابہ کے منہدم شدہ مزارات کی بھی زیارت کرائی گئی ہے لہٰذا فلم کی نمائش خلاف اسلام کیں جا رہی ہے۔"

(معارف اسلام اگست ۱۹۶۵ء)

الفرقان کعبۃ اللہ سب مسلمانوں کا قبلہ ہے اور حج کی عبادت ہر کلمہ گو کی مشترک عبادت ہے اسلئے بیت اللہ کے تمام معاملات کو سیاسیات سے بالاتر رکھنا چاہیئے اس میں شیعہ و سُنی، احمدی و اہلحدیث کا سوال پیدا نہ کرنا چاہیئے۔ یہ خدا کا گھر سب کے لئے کُھلا ہے محض حج کی تحقیقی فلم پر تو اصولاً اعتراض نہیں ہونا چاہیئے لیکن فلم کو ہر قسم کی فرقہ دارانہ زدوج سے پاک رکھنا بھی ضروری ہے۔

۳۔ بریلوی علماء دیوبندیوں اور اہلحدیثوں سے کیوں نہیں مل سکتے؟

"اخبار تنظیم اہلحدیث" لاہور کے مدیر اپنے اداریہ میں لکھتے ہیں کہ منڈی وادبرٹن میں "مقامی علماء کرام کے کچھ حساس نوجوانوں نے یہ تحریک چلائی کہ علماء اہلحدیث، دیوبندی، اور بریلوی اس سلسلہ میں منظم ہو کر مرزائیوں کی ریشہ دوانیوں کا سدِّباب کریں۔"

علماء کی اس "تحریک" کا نتیجہ کیا ہوا؟ لکھا ہے:۔

"جب مرزائیوں کی ریشہ دوانیوں کے سدِّباب کے لئے علمائے حق (؟) نے بریلوی مولویوں سے تعاون کی درخواست کی تو غ خوئے بدرا بہانہ بسیار کے مطابق یوں بیان کرکے انکی درخواست مسترد کر دی بہانہ یوں تراشا ہے کہ:۔

"سلام مسنون! معلوم ہوا ہے کہ دیوبندی حضرات کے بزرگ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کے جواز کے قائل ہیں (تحذیر الناس تقویۃ الایمان) لہٰذا ہم اہلسنت ان لوگوں کے ساتھ کسی صورت میں نہیں مل سکتے ہم کو معذور سمجھا جائے۔ رقمہٗ نور محمد منڈی وادبرٹن ۱ ۸/۶ "

(تنظیم اہلحدیث ۱۶ اگست ۱۹۶۵ء)

الفرقان ہمارے نزدیک بریلوی صاحبان کے اس مدلّل عذر کا معقول جواب دینا چاہیئے تھا۔ مدیر تنظیم اہلحدیث کا چڑ کر یہ لکھ دینا کہ:۔

"بریلویت اور مرزائیت دونوں انگریزوں کی پیدا کردہ تحریکیں ہیں۔"

بالکل بے جوڑ اور بھونڈا طریق ہے۔ اعتراض کا جواب دلیل سے دینا چاہیئے۔

اسی اداریہ میں مدیر تنظیم اہلحدیث نے دعویٰ کیا ہے کہ ان کے پاس بریلویوں کی ایسی "عبارتیں" ہیں "جن سے کُھلے لفظوں میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ بریلویوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کچھ اور رسول بنا لئے ہیں۔"

ہم حیران ہیں کہ اتنا بڑا دعویٰ کرکے فاضل مدیر نے اسے ثابت کرنے کی زحمت کیوں گوارا نہیں کی؟ کیا محض ادّعاء سے کوئی بات ثابت ہُوا کرتی ہے؟

۴۔ سعودی عرب میں عیش پرستی کی وبا

جناب مودودی صاحب کا بیان ہے کہ:۔

"پٹرول کی بے اندازہ دولت ہاتھ لگ جانے سے

عربوں میں عیش پرستی کی وہ وبا پھوٹی ہے کہ انکے مقابلے میں یورپ بھی پیچھے رہ گیا ہے۔ اندازہ لگائیے کہ پٹرول کی دریافت سے پہلے سعودی عرب کی سالانہ آمدنی چالیس لاکھ ریال تھی اور اب تین ارب ریال سے بھی متجاوز ہو چکی ہے۔ یہ دولت کا چشمہ اس طرح پھوٹا کہ عربوں کو اپنی معاشرت تک بدلنے کا موقع نہ مل سکا۔ خیموں کے سامنے جہاں اونٹ بندھے رہتے تھے وہاں کیڈلک آکر کھڑی ہو گئی۔ ریڈیو سیٹ اور ٹرانسسٹرز کی آوازیں خیموں میں گونجنے لگیں اور عیش و عشرت نے انہیں اپنے آپ سے بیگانہ کر دیا۔" (ایشیاء ۱۸ راگست ۱۹۶۰ء)

الفرقان ۔ اس اقتباس میں عبرت کے بہت سامان ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ایک خاص بات جس کی طرف ہم علماء کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں وہ مودودی صاحب کا یہ فقرہ ہے کہ "خیموں کے سامنے جہاں اونٹ بندھے رہتے تھے وہاں کیڈلک آکر کھڑی ہو گئی" گویا مودودی صاحب نے تسلیم کر لیا کہ صحیح مسلم میں مسیح موعود کے زمانہ کی علامت لَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْهَا حرف بحرف پوری ہو گئی ہے۔ کیا کوئی اہل دل اس پر غور کریگا؟

۵۔ مسلمان ممالک کی حکومتیں

مودودی صاحب کہتے ہیں کہ:۔

"ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ بیشتر مسلمان ممالک کی حکومت نہایت بُرے لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ اسلامی تحریکوں کو جتنا نقصان اپنوں سے پہنچ رہا ہے اتنا غیروں سے نہیں۔" (ایشیا لاہور ۱۸ راگست ۱۹۶۰ء)

الفرقان ۔ بہت مقام افسوس ہے کہ اس "بدقسمتی" کو تبدیل کرنے کے لئے سنت اللہ کے مطابق جب مصلح ظاہر ہوا تو یہی علماء اسکے سب سے بڑے دشمن بن گئے۔

۶۔ احمدیت کے درخت کو کاٹنے کیلئے مودودی منصوبہ

مودودی صاحب کہتے ہیں :۔

"اب رہی قادیانیت۔ تو اس کی مثال اس پیپل کے بیج کی مانند ہے جسے کوئی پرندہ مثلاً شہتوت کے درخت پر ڈال جاتا ہے اور وہ اس درخت سے غذا حاصل کر کے پلنے بڑھنے لگتا ہے۔ اگر اس درخت کو کاٹ دیا جائے تو پیپل کے درخت کی جڑ بھی اپنے آپ کٹ جاتی ہے۔ ہم ملک میں اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ قادیانیت کے بیج کو سہارا دینے والا درخت ہی کاٹ دیا جائے اور ایک نیا درخت لگے جس میں قادیانیت کی بیٹ نہ پڑنے پائے۔ اب یہ مقصد مسلسل جد وجہد اور لگاتار محنت سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔"

(ایشیا لاہور ۱۸ راگست ۱۹۶۰ء)

الفرقان ۔ اس بیان میں مودودی صاحب نے پاکستان کے بابرکت درخت کو کاٹ کر "نیا درخت" لگانے کی جو سکیم ذکر کی ہے وہ انشاء اللہ کبھی منڈھے نہ چڑھیگی زیرک پاکستانی اب اپنے نفع نقصان کو خوب پہچانتے ہیں۔ باقی رہا "قادیانیت" کے پودے کو کاٹنے کا سوال

تو یُوں صدی سے یہ علماء اس کے لئے منصوبے بنا رہے ہیں جنہیں قدرت کا زبردست ہاتھ ہر مرتبہ تارِ عنکبوت کی طرح پاش پاش کر دیتا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے کھلے لفظوں میں فرمادیا تھا ؎

اے آنکہ سُوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم

معزز قارئین! آپ نے مودودی صاحب کے منصوبہ کو ان کے الفاظ میں پڑھ لیا ہے۔ ہم اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:-

"میرے پر ایسی رات کوئی کم گزرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں۔ اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اسی کے منہ کی قسم ہے کہ میں اب بھی اس کو دیکھ رہا ہوں۔ دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے ...... اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پُورا نہ کرلے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے ...... پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے مُنہ اَور ہوتے ہیں اور صادقوں کے اَور ...... خدا کے ماموریں کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹-۱۰ طبع اوّل مطبوعہ یکم ستمبر ۱۹۰۲ء)

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین +

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت اپنا پورا پتہ اور نمبر خریداری خوشخط تحریر فرمایا کیجئے! (مینیجر الفرقان ربوہ)

متفرقات

۱- توسیع اشاعت فنڈ

رسالہ الفرقان کی توسیع اشاعت نہایت ضروری ہے سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا تھا "مخیر اور مستطیع احمدی اصحاب کو یہ رسالہ نہ صرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں خود خریدنا چاہیئے بلکہ اپنی طرف سے نیک دل اور سچائی کی تڑپ رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کے نام بھی جاری کرانا چاہیئے" (الفضل ۱۰ جولائی سنہ ۵۹ء)

دفتر میں متعدد درخواستیں آتی رہتی ہیں اسلئے احباب اس طرف توجہ فرمائیں یکم ستمبر سنہ ۶۲ء کے بعد سے آنیوالی رقوم کا حساب اسی کالم میں ذکر ہوتا رہیگا انشاء اللہ۔

۲- کامیابی

عزیزم مولوی محمد دین صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کوئٹہ نے ہومیوپیتھی کا امتحان دیا تھا اس میں کامیابی کی خوشی میں انہوں نے ایک مستحق احمدی کے نام ایک سال کیلئے الفرقان جاری کرایا ہے۔ جزاہ اللہ خیراً۔

۳- تجاویز

بعض احباب اصرار کر رہے ہیں کہ الفرقان کے صفحات بڑھائے جائیں اور سالانہ قیمت میں اضافہ کر دیا جائے بعض دوستوں کا تقاضا ہے کہ اسے پندرہ روزہ کر دیا جائے آپ کی کیا رائے ہے؟ (ادارہ)

ہماری مفید کتابیں

۱- تحریری مناظرہ

ہندوستانی پادری عبدالحق صاحب اور احمدی مبلغ مولانا ابو العطاء صاحب کے درمیان الوہیت مسیح پر تحریری مناظرہ ہوا ہے۔ پادری صاحب دو پرچوں کے بعد بالکل لاجواب ہوگئے۔ پڑھنے کے قابل ہے۔

قیمت۔ ایک روپیہ پچاس پیسے۔

۲- تفہیمات ربانیہ

دیوبندی اور دیگر علماء کے مجموعۂ اعتراضات کا نہایت مدلل اور مسکت جواب ہے جسے حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے "اعلیٰ لٹریچر" قرار دیا تھا اور جس کی افادیت پر تمام علماء سلسلہ کا اتفاق ہے۔ بڑے سائز کے آٹھ سو صفحات ہیں۔

قیمت سفید کاغذ - گیارہ روپے
" اخباری کاغذ - آٹھ روپے

۳- نبراس المؤمنین

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سو منتخب احادیث مع ترجمہ و تشریح طبع ہوئی ہیں۔ یہ مجموعہ جماعت کے نصاب تعلیم میں شامل ہے۔ قیمت صرف ۳۱ پیسے۔

ملنے کا پتہ: مینیجر الفرقان ربوہ

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے نہایت مفید
خارش، پانی بہنا، پھپی، ناسنہ، ضعف بصارت
وغیرہ امراض چشم کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ مستند
بزرگوں، بوٹیوں کا سیاہ رنگ جوہر ہے جو عرصہ ساٹھ
سال سے استعمال میں ہے۔
خشک و تر قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ
کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور بہترین اجزاء کے
ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔
اٹھرا بچوں کا مردہ پیدا ہونا یا پیدا ہونے کے
بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر
ہونا۔ ان تمام امراض کا بہترین علاج۔
قیمت پندرہ روپے

نور منجن

دانتوں کی صفائی صحت کیلئے ازحد ضروری
ہے۔ یہ منجن دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی حفاظت
اور علاج کے لئے بہت مفید ہے۔
قیمت فی شیشی
ایک روپیہ

نورِ نظر

اولاد نرینہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ
کی بہترین تجویز جس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ کے فضل
سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔
قیمت مکمل کورس
پچیس روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گول بازار ربوہ۔ فون نمبر ۳۸

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ھے

الفردوس

۸۵- انارکلی لاھور

ماھنامہ تحریک جدید ربوہ

"اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار"

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھائیں!

سالانہ چندہ: صرف دو روپے

——— مینجنگ ایڈیٹر

روزنامہ الفضل ربوہ

"الفضل جماعت احمدیہ کا واحد روزنامہ ہے - اس کا ہر احمدی گھرانا میں پڑھا جانا نہایت ضروری ہے - اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے روح پرور ارشادات و خطبات جمعہ اور علماء سلسلہ احمدیہ کے اہم علمی مضامین شائع ہوتے ہیں اہم جماعتی و ملکی خبریں بھی شائع ہوتی ہیں - اس کی خریداری آپ کا جماعتی فرض ہے - خود بھی پڑھئے اور اپنے احباب کو بھی مطالعہ کے لئے دیجئے - (مینیجر)

ماہنامہ "الفرقان" اور احباب کا فرض

● حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ارشاد :-

"میرے نزدیک الفرقان جیسا علمی رسالہ تیس چالیس ہزار بلکہ ایک لاکھ تک چھپنا چاہیئے اور اس کی بہت وسیع اشاعت ہونی چاہیئے۔" (الفضل ۵ رجنوری ۱۹۵۶ء)

● حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابلِ قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے محاسن پر بہت عمدہ طریق پر بحث کی جاتی ہے۔ ایک طرح سے یہ رسالہ اُس غرض و غایت کو پورا کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مدنظر رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو ایڈیشن کے جاری کرنے میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش بڑی گہری اور خدا کی پیدا کردہ آرزو پر مبنی ہے کہ اگر ایسے رسالہ کی اشاعت ایک لاکھ بھی ہو تو پھر بھی دُنیا کی موجودہ ضرورت کے لحاظ سے کم ہے۔ پس مخیّر اور مستطیع احمدی اصحاب کو یہ رسالہ نہ صرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں خود خریدنا چاہیئے بلکہ اپنی طرف سے نیک دل اور سچائی کی تڑپ رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مُسلم اصحاب کے نام بھی جاری کرانا چاہیئے تا اس رسالہ کی غرض و غایت بصورت احسن پوری ہو اور اسلام کا آفتاب عالمتاب اپنی پوری شان کے ساتھ ساری دُنیا کو اپنے نُور سے منوّر کرے۔ (خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۵۹-۶-۱۱)"

(الفضل ۱۰ رجولائی ۱۹۵۹ء)

رسالہ کا سالانہ چندہ چھ روپے ہے!

مینیجر الفرقان ربوہ

Monthly **AL—FURQAN** Rabwah

TABUK 1347 H.S.
September 1968 A.D.

Regd. No. L 5708

تفہیماتِ ربّانیّہ

محترم مولانا ابُوالعطاء صاحب جالندھری مدیر الفرقان و سابق مبلّغ بلادِ عربیہ کی اس لاجواب تصنیف میں ان تمام اعتراضات کا تفصیلی اور تسلّی بخش جواب دیا گیا ہے جو مخالفینِ احمدیّت کی طرف سے کیے جاتے ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا:۔

"اس کا نام مَیں نے ہی تفہیماتِ ربّانیہ رکھا ہے (طباعت سے پہلے) اس کا ایک حصّہ مَیں نے پڑھا ہے جو بہت اچھا ہے۔ اس کتاب کے لئے کئی سال سے مطالبہ ہو رہا تھا۔ کئی دوستوں نے بتایا کہ عشرہ کاملہ میں ایسا مواد ہے کہ جس کا جواب ضروری ہے۔ اب خدا کے فضل سے اسکے جواب میں اعلیٰ لٹریچر تیار ہوا ہے۔ دوستوں کو اس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے اور اسکی اشاعت کرنی چاہیئے۔" (الفضل ۱۲؍جنوری ۱۹۳۱ء)

اب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بکصد صفحات اور بعض قیمتی حوالہ جات کے اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس انتہائی مفید کتاب کا ہر احمدی گھرانہ میں موجود ہونا ضروری ہے۔

ضخامت آٹھ سو صفحات۔ قیمت مجلّد اعلیٰ سفید کاغذ گیارہ روپے؛ مجلّد اخباری کاغذ آٹھ روپے۔ کتابت و طباعت عمدہ +

مکتبۃ الفرقان ربوہ

Only Title printed at the Nusrat Art Press, Rabwah